ماہنامہ لاہور

جہانِ رضا

بیادِ امام اہلِ سنت مجددِ وقت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی

مؤسس: ... بانی مجلس حکیم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری

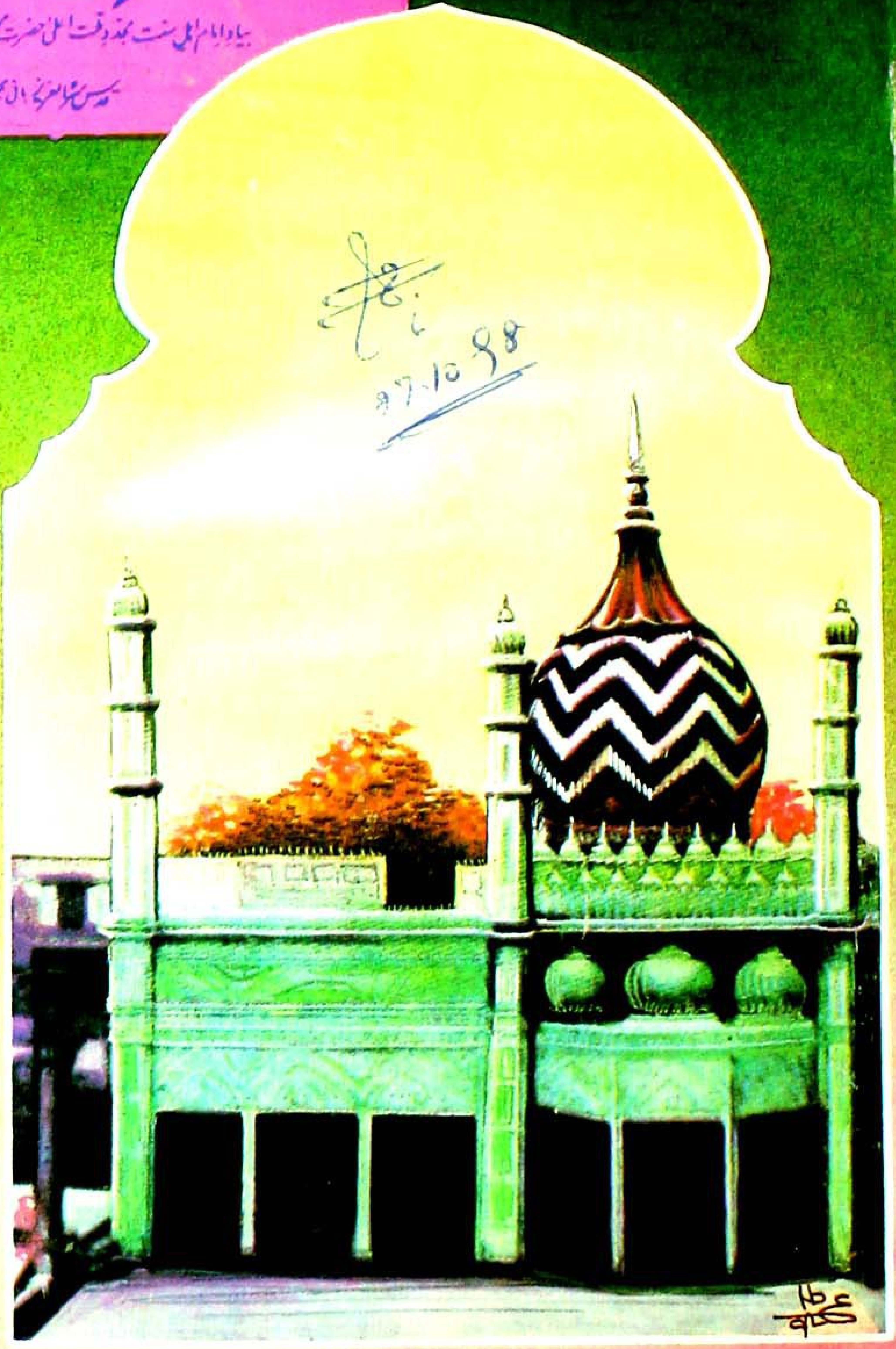

مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ)

نعمانیہ بلڈنگ اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور پوسٹ بکس نمبر ۲۲۰۶

Marfat.com

Marfat.com

ماہنامہ

جہانِ رضا

لاہور

جلد نمبر ۷ جمادی الآخر - رجب ۱۴۱۹ھ اکتوبر - نومبر ۱۹۹۸ء شمارہ نمبر

ترجمانی ——— احوال و مقاماتِ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمہ اللہ

نگرانی ——— حکیم محمد موسیٰ امرتسری بانی مرکزی مجلس رضا

قلم رانی ——— پیرزادہ اقبال احمد فاروقی ایم۔ اے

گلفشانی ——— دانشوران مکتب رضا

نظر رانی ——— ارباب ذوق سلسلہ رضویہ

ہم زبانی ——— سخنوران حلقہ رضا

مہربانی ——— معاونین مرکزی مجلس رضا

پیام رسانی ——— نعمانیہ بلڈنگ ٹیکسالی گیٹ لاہور

زود رسانی ——— پوسٹ بکس ۲۲۰۶ لاہور

عزازیانی ——— ۵۵ ریلوے روڈ لاہور

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان میں نظام مصطفیٰ کی صبح کی کرنیں

پچھلے دنوں وزیراعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف نے ٹی وی اور ریڈیو پر قوم کو خطاب کیا۔ وہ قومی اسمبلی میں شریعت بل کی منظوری کے بعد قوم کو ملک میں نظام مصطفیٰ کی آمد کی خوشخبری سنا رہے تھے۔ وہ یقین دلا رہے تھے کہ قومی اسمبلی کے تمام ممبران نے شریعت بل کو منظور کر دیا ہے صرف سولہ ایسے بدقسمت اراکین تھے جو نظام مصطفیٰ کی صبح کا استقبال کرنے سے محروم رہے۔ وزیراعظم فرما رہے تھے کہ اب ملک میں موجودہ فرسودہ نظام میں جکڑے ہوئے انسانوں کو آزادی مل جائے گی اور موجودہ نظام کے پیچ در پیچ راستے سمٹ کر قوم کو منزل کے قریب آنے کا موقع دیں گے۔ وزیراعظم نے شریعت بل کی منظوری کو مختصر کرتے ہوئے ان انعامات کا تذکرہ کیا جو انہوں نے قوم کے مصائب دور کرنے اور ان پر معاشی بوجھ کو ہلکا کرنے کیلئے قوم پر نچھاور کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ انہوں نے بجلی کے نرخوں میں کمی کا اعلان کیا۔ انہوں نے غریب ہاریوں اور مزارعوں کو زمین دینے کا اعلان کیا۔ انہوں نے کسانوں کو سستے ٹریکٹر دینے کی خوشخبری سنائی۔ وہ ان مسائل کو اتنی تفصیل سے بیان کرتے گئے جس طرح وہ سابقہ دو سالوں سے اپنی تقریروں میں کرتے چلے آرہے ہیں وہ ان مسائل کی تفصیلات بتانے میں اتنے دور نکل گئے کہ انہیں اب شریعت بل کی تفصیلات اور نظام مصطفیٰ کے ثمرات بیان کرنے کی راہیں بھول گئیں۔ یوں محسوس ہوتا تھا کہ اس کے سیکرٹریوں کی لکھی ہوئی تقریر ان کے سامنے تھی اور پاکستان کا ہر شخص جانتا ہے کہ ملک کی نوکر شاہی شریعت بل سے کتنی دلچسپی رکھتی ہے اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ سے انہیں کتنا واسطہ ہے۔ ہمارے وزیراعظم بڑے بھولے بھالے شہزادے ہیں۔ بڑے اللہ والے وزیراعظم ہیں۔ وہ آئے تھے شریعت بل کی کامیابی کا اعلان کرنے مگر الجھ گئے ان وعدوں کے جنگل میں جنہیں وہ ملک کی نوکر شاہی کے کہنے پر آئے دن قوم کے سامنے بیان کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

اگر وزیر اعظم نواز شریف کے تقریر ساز سیکرٹری کی جگہ ہم ہوتے اور تقریر ہم لکھ کر دیتے (جو ناممکن ہے) تو شریعت بل کی منظوری کی خبر سنانے کے ساتھ ساتھ ہمارے وزیر اعظم اعلان کرتے کہ "آج کے بعد پاکستان میں تمام شراب خانے بند ہو جائیں گے۔ بدکاری کے اڈوں کے تمام لائسنس منسوخ کر دیئے جائیں گے۔ سرکاری اور غیر سرکاری کلب ختم کر دیئے جائیں گے۔ سود کا کاروبار روک دیا جائے گا۔ مشاہد حسین کے ٹی وی کی ساری رقاصائیں چھٹی پر چلی جائیں گی جو زیادہ گرم ہوں گی وہ ایوارڈ پا کر مغربی ممالک میں قیام پذیر ہو جائیں گی۔ ڈرامہ میں اچھلنے کودنے والی جل پریاں گھر آرام کریں گی۔ رشوت لینے والے بھیڑیوں کیلئے دفتروں کے دروازے بند کر دیئے جائیں گے۔ خواتین پر بھنکنے والے بھنورے حوالاتوں میں بند ہوں گے۔ ڈاکہ مارنے والے، لوٹ مار کرنے والے، دہشت گردی پھیلانے والے موت کی وادی میں دھکیل دیئے جائیں گے۔ زانی اور شرابی بر سر عام سنگسار ہوں گے یا کوڑوں کی زد میں ہوں گے۔

آج کے بعد مسجدیں آباد ہو جائیں گی ہر مسجد پر سبز جھنڈا لہراتا نظر آئے گا۔ آج ہر مسجد میں نماز شکرانہ ادا کی جائے گی۔ آج ہر محلے، ہر گلی، ہر قصبے، ہر شہر اور ہر گاؤں میں غریبوں کو کھانا کھلایا جائے گا۔ آج کے بعد رات کو کوئی بھوکا نہیں سوئے گا اور دن کو کوئی ظالم ہاتھ نہیں بڑھا سکے گا۔ پاکستان کی شاہراہوں پر مستورات تن تنہا سفر کریں گی تو انہیں کوئی نظر بد سے نہیں دیکھ سکے گا۔ میں رات کو جاگوں گا لوگ آرام کی نیند سوئیں گے، میں دن کو کام کروں گا لوگ ملک کو آباد کریں گے، میں خدمت خلق کروں گا لوگ ملک کی حفاظت کریں گے، میں ملک کا انتظام سنبھالوں گا لوگ ملک کی سرحدوں کو سیسہ پلائی ہوئی دیوار بنا دیں گے"

مگر ایسا نہ ہو سکا وزیر اعظم ایسا اعلان نہ کر سکے۔ ایسا نہ کہہ سکے۔ ایسا نہ بتا سکے۔ وہ بجلی کے مارے ہوئے عوام کو صرف تسلی دیتے رہے وہ سابقہ حکومت کی لوٹ کھسوٹ کے گڑھے دکھاتے رہے وہ ملکی دولت لوٹنے والے لٹیروں کو کوستے رہے، وہ بجلی پیدا کرنے والی کمپنیوں کو کمیشن دینے اور لینے والوں پر لعن طعن کرتے رہے۔ وہ نظام مصطفی کی ابھرتی ہوئی روشن کرنوں کو نہ خود سکے نہ قوم کو دکھا سکے وہ "شب گزیدہ سحر" کا ذکر کرتے رہے اور ہم ان

Marfat.com

کی تقریر سن کر گردن جھکائے اس صبح کا انتظار کرنے لگے جس پر پچاس سال سے ہماری نگاہیں لگی ہوئی تھیں اور نظام مصطفیٰ کے آفتاب کا پیغام لے کر آنے والی تھی۔

وزیر اعظم کا شریعت بل کی منظوری کے اعلان پر نظام مصطفیٰ سے بیگانہ اور شریعت محمدیہ کے مخالفین آستینیں چڑھائے میدان میں نکل آئے۔ ہم نہیں مانتے! ہم نہیں جانتے! وہ غصے میں کانپ رہے تھے اور کہہ رہے تھے یہ شریعت بل نہیں شرارت بل ہے، یہ اسلام نہیں ہم اس کو دور سے سلام کرتے ہیں، اخبارات میں شور مچ گیا بیان پر بیان آنے لگے نفاذ شریعت سے جنہیں اپنے ذاتی مفاد پر ضرب پڑتی نظر آئی وہ مخالفت میں مخالف جماعتوں سے جا ملے۔ سود خور، بد کردار، حرام خور میدان میں نکل آئے بڑے بڑے جغادری سیاستدان اسی انداز میں شریعت بل کی مخالفت میں یک زباں ہو گئے جس طرح تحریک پاکستان کے وقت قائد اعظم کو کافر اعظم کہنے والے کانگریس کے کیمپوں سے نکل کر اپنی ہی قوم پر ٹوٹ پڑے تھے اور پاکستان کے خلاف شور مچاتے تھے اسی طرح آج بیان بازی میں مصروف ہو کر یہ لوگ ہر انداز میں وزیر اعظم کو ڈراتے ہیں ہر زبان میں وزیر اعظم کو دھمکاتے ہیں ہر قدم پر وزیر اعظم کو للکارتے ہیں یہ ان لوگوں کا پرانا انداز ہے مگر ان بے دینوں، بد مذہبوں، بد کرداروں کے ساتھ جب ہم دینی جماعتوں کے رہنماؤں کو مارچ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو ہماری گردنیں ندامت سے جھک جاتی ہیں۔ اسلام کے نفاذ کی خاطر زندگی گزارنے والے علمائے کرام اور نظام مصطفیٰ کی تحریک میں قربانیاں دینے والے دینی رہنما بھی بایں علم و فضل شریعت بل کے مخالفین کے کیمپ میں بیٹھے دکھائی دیتے ہیں تو ہمیں وہ زمانہ یاد آتا ہے جب جبہ و دستار کے مالک گاندھی اور نہرو کی جے جے کرتے سنائی دیتے تھے۔ ان علمائے کرام اور لیڈران عظام کے علاوہ مغربی تہذیب کے دلدادہ بھی میدان میں نکل آئے یہ وہ لوگ ہیں جو ملک کو مغربی تہذیب کی نجاستوں سے آلودہ دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور تو اور خواتین کے حقوق کی جنگ لڑنے والیاں بھی شریعت بل کی مخالفت میں نعرہ زن ہیں وہ سڑکوں پر مظاہرے کرتی ہیں اور مرنے مارنے کی دھمکیاں دیتی ہیں۔

الحمد للہ! ان مخالفین شریعت بل کے برعکس ملک کے علمائے کرام کا ایک کثیر طبقہ صبح نظام مصطفیٰ کی کرنوں کا استقبال کرتا ہے۔ ملک میں نظام مصطفیٰ کی عملداری کے خواہاں

Marfat.com

کروڑوں عوام اس اعلان کا خیر مقدم کرتے ہیں ظلم و ستم کے ستائے ہوئے مساکین ہاتھ اٹھا اٹھا کر شریعت بل کی کامیابی کیلئے دعائیں مانگتے ہیں۔ سود خوروں اور حرام خوروں کے چنگل میں پھنسے ہوئے لاکھوں بے بس لوگ اس دن کے منتظر ہیں جب اس ملک میں شریعت کی بالادستی ہوگی۔ لاطائل مقدموں میں ایک طویل سے عرصے سے پھنسے ہوئے بے بس عوام اس دن کی راہیں دیکھ رہے ہیں جب عدالتوں کے دروازے شریعت کی روشنیوں سے کھلیں گے اور وہ عدل و انصاف کے پروانے لے کر گھروں کو آئیں گے۔ غربت و افلاس کے مارے ہوئے لاکھوں لوگ صبح شریعت کی طرف آنکھیں اٹھا اٹھا کر دیکھ رہے ہیں۔ بھوک اور پیاس سے نڈھال پاکستانی صبح نظام مصطفیٰ کی روشنیوں کو ترس رہے ہیں جو انہیں پیٹ بھر کر روٹی کی ضمانت دیتی ہے۔

ہمارے وزیراعظم کمزور ہیں، وہ زبردستوں میں گھرے ہوئے ہیں، ہمارے وزیراعظم دہشت زدہ ہیں، وہ ڈرانے والوں کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں۔ ہمارے وزیراعظم ڈر رہے ہیں، وہ دہشت گردوں کے گھیرے میں ہیں مگر ہم انہیں مشورہ دیں گے اگر مان جائیں کہ آپ اللہ کا نام لے کر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دامن تھام کر آگے بڑھیں استقامت کے ساتھ نظام مصطفیٰ نافذ کریں سارا پاکستان آپ کے ساتھ ہوگا۔ ساری خدائی آپ کے ساتھ ہوگی۔ ساری دنیا آپ کے ساتھ ہوگی۔ زمین و آسمان آپ کے ساتھ ہوں گے۔ یہ ڈرانے والے، یہ دھمکانے والے، یہ بزدل بنانے والے، یہ دبانے والے، یہ پرکانے والے آپ کے ایک نعرہ مستانہ کے سامنے جھاگ کی طرح بیٹھ جائیں گے۔

یہ وقت کے ہیں شعبدے، ابھی نہیں تو کل مٹے
یہ تیری زد میں آئیں گے اور تجھ سے منہ کی کھائیں گے
اٹھا قدم - قدم بڑھا! - قدم بڑھا!- قدم بڑھا!
یہ میکدے اجاڑ کر یہ جام توڑ تاڑ کر
یہ سرزمین بسائیں گے، اک پاک گھر بنائیں گے
جہاں ملے گی ہر گھڑی حجاز کی کھچی ہوئی

ہمارے چند علمائے کرام جب ہمارے ساتھ بیٹھتے ہیں تو اس خدشہ کا اظہار کرتے ہیں

Marfat.com

کہ ہمیں ان حکمرانوں سے نظام مصطفیٰ کے نفاذ کی توقع نہیں نہ وہ شریعت بل لائیں گے نہ نظام مصطفیٰ نافذ کریں گے۔ وہ اپنے خدشات کی بنیاد حکمرانوں کے ان دعوؤں پر رکھتے ہیں جو سینکڑوں کی تعداد میں قوم سے کیئے گئے اور پھر ان کو بھلا دیا گیا۔ پھر یہ زر پرستوں کا طبقہ، یہ قرضے کھانے والا گروپ، شریعت کو کس طرح اپنا سکتا ہے۔ ہم ایسے علمائے کرام کے خدشات کو دور کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور انہیں بتاتے ہیں کہ 1973ء کے آئین میں قادیانیوں کے خلاف ایک ترمیم ہوئی تھی جو ایک ایسے شخص کے ہاتھوں سے انجام پائی جو اسلام سے بیزار تھا ایسے ممبران کے ووٹوں سے ہوئیں جو اسلام سے لا تعلق تھے۔ وہ ترمیم منظور ہو گئی۔ آئین کا حصہ بن گئی۔ ترمیم کرانے والا شخص چلا گیا ووٹ دینے والے ممبران چلے گئے۔ اقتدار کی کرسیاں الٹ گئیں مگر آج ہماری عدالتیں اسی ترمیم کی روشنی میں قادیانیوں کے خلاف فیصلے دے رہی ہیں۔ مرزائیوں کو پاکستان کی سرزمین میں اقلیت ہونے اور مرتد ہونے سے کوئی نہیں بچا سکا۔ اقتدار آنی جانی چیز ہے اگر موجودہ حکمرانوں سے انہیں خدشات ہیں تو شریعت بل کی منظوری میں رکاوٹ نہ بنیں۔ یہ شیطانی محرکات ہیں جو ایسی نیک فطرت علمائے کرام کو شریعت بل کی تائید سے روک رہے ہیں۔ شریعت کی بالادستی آئین کا حصہ بننے دیں پھر دیکھیں کون شرابی، کون زانی، کون ڈاکو، کون سود خور اور کون ظالم اور چور پاکستان میں سر اٹھا کر چل سکتا ہے۔

یہ زمین آباد ہو گی نغمہ توحید سے　　　یہ جہاں بیدار ہو گا نعرہ تکبیر سے

ایک حکیم کا قتل۔ جہان علم و شرافت کا قتل

ہمارا یہ شمارہ پریس میں جا رہا تھا کہ حکیم محمد سعید مالک ہمدرد فاؤنڈیشن کراچی کے دہشت گردوں کی نذر ہونے کی خبر آئی اناللہ وانا الیہ راجعون حکیم صاحب بے پناہ خوبیوں کے مالک تھے۔ وہ شرافت اور دانش کے مجسمہ تھے۔ وہ محب وطن اور بے شمار کارہائے خیر کے ضامن تھے۔ ہم ان کی موت پر اظہار غم کرتے ہیں۔ ان کی مغفرت کیلئے دعا کرتے ہیں۔ وہ اعلیٰحضرت فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے افکار و نظریات کے مداح تھے۔ وہ مرکزی مجلس

Marfat.com

رضا کے رکن تھے۔ وہ "جہاں رضا" کو اپنے مطالعہ میں جگہ دیتے تھے۔ انہوں نے اپنے "مدینۃ الحکمت" کی لائبریری میں فاضل بریلوی کی تصنیفات کا ایک علیحدہ شعبہ قائم کر رکھا تھا جس میں دس ہزار سے زیادہ کتابیں موجود تھیں۔ وہ "اعلیٰحضرت کی طبّی بصیرت" پر زور دار مقالہ لکھ چکے تھے جو "جہان رضا" میں بھی چھپا تھا۔ وہ اعلیٰحضرت کے فنی محاسن کی قدر کرتے تھے۔ وہ اعلیٰحضرت کے علمی کمالات کے معترف تھے۔ ان کی موت نے جہاں زندگی کے کئی ایسے شعبے بند کر دیئے وہاں افکار رضا کے ایک مداح کو ہم سے چھین لیا۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے

تحفہ درود شریف

اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن چھپ چکا ہے جن لوگوں کو یہ کتاب نہیں ملی وہ مرکزی مجلس رضا پوسٹ بکس نمبر 2206 لاہور سے تیس روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر مفت حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ماہتاب انڈسٹری ساہیوال سے رابطہ کر کے مفت حاصل کر سکتے ہیں۔

Marfat.com

کس "نفاست" کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں

شاہ انجم بخاری صاحب.........ایڈیٹر المصداق لطیف آباد حیدر آباد (سندھ)

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ برکاتہ ۔ جہان رضا نظر نواز ہوا۔ ماشاء اللہ تمام مضامین مفید ہیں "طرابلس کی ایک شبینہ محفل" نے خاص طور سے مزہ دیا۔

ابھی تھوڑی سی رات باقی ہے ابھی لمبی سی بات باقی ہے

اس لمبی سی بات کا باقی حصہ پڑھنے کیلئے انتظار رہے گا۔ خلیل احمد رانا صاحب کا مضمون بھی اچھا رہا قبلہ مختار الدین احمد صاحب ملفوظات اعلیٰ حضرت کے حوالے سے بڑا دلچسپ اور مفید مقابلہ تھا اداریے میں اسامہ بن لادن کے بارے میں یہ خوب لکھا گیا کہ "پاکستان کے اندر اسامہ کے ساتھ محبت اور عقیدت مندی نے فرقوں، ملکوں اور جماعتوں کی تمام تحفظات کو نظر انداز کر دیا۔ آپ نے اس کا عملی ثبوت بھی فراہم کر دیا ہے۔

اداریہ میں پاکستان کے اسلامی انقلاب کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے وہ تو بڑے بھیانک انداز سے آتے نظر آ رہے ہیں۔ اہل سنت کی کوئی عملی اور عسکری تنظیم نہیں ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہم نے انقلاب کیلئے اپنی کوئی تنظیم بنائی ہے اور نہ ہی کسی ٹریننگ کا اہتمام کیا ہے۔ اس صورت میں اگر پاکستان میں بھی طالبان طرز کا انقلاب آتا ہے تو کیا ہم جشن میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر پروگرام منعقد کر سکیں گے۔ کیا نجدی انقلاب کی طرح یہاں بھی مزارات پر پابندیاں عائد نہ ہو جائیں گی۔ کیا اعلیٰ حضرت عظیم البرکت کے تراجم وکتب پر پابندی نہیں لگے گی! کیا ہم اس طاقت کے سامنے ڈٹ سکیں گے؟ ابھی تک تو بد قسمتی سے ہم لوگ متحد بھی نہیں ہو سکے روز بروز تقسیم در تقسیم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ شیعہ، وہابیہ اور دیگر فرقے روز بروز ہمارے نوجوانوں کو بہکا پھسلا کر اپنی جماعتیں مضبوط کر رہے ہیں۔ ہمارے نوجوان شوق جہاد اور شوق شہادت میں لشکر طیبہ اور سپاہ صحابہ میں شامل ہو کر جہاں اپنے دین و ایمان سے ہاتھ دھو رہے ہیں وہیں وہ معاشرے میں اہل سنت کیلئے مشکلات کا باعث بھی بن رہے ہیں۔ لیکن ہمارے بزرگوں کو اپنے جھگڑوں سے ہی فرصت نہیں مل رہی جو ان مسائل کی طرف متوجہ ہو سکیں۔ ہم خود تو کچھ نہیں کر رہے اور لشکر طیبہ اور سپاہ صحابہ کو دہشت گرد قرار دے رہے ہیں۔ ارے بھائی اہل سنت کی کوئی ایسی عسکری تنظیم تو قائم کریں جو شرافت، استقامت اور اخلاق کا اعلیٰ مظاہرہ بھی کر سکے۔ غیروں کے سامنے کوئی مثال بھی تو ہو۔ یا صرف غیروں کی طاقتوں پر ہی خوش ہوئے جائیں گے۔ بات عقیدے کی آئے تو تیرے میرے سوا کوئی مومن نہیں اور بات جہاد کی آئے تو ایران و توران کے صحابہ یاد آ جائیں آخر ایسا کب تک چلے گا۔ ہمارے نوجوان ان باتوں کا جواب چاہتے ہیں عملی جواب صرف بہلانے سے کام نہیں چلے گا۔

Marfat.com

قبلہ یہ خامہ فرسائی کے لیے معذرت خواہ ہوں کیونکہ بقول غالب ؎

میں جو گستاخ ہوں آئین غزل خوانی میں
یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے
رکھیو غالبؔ مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

وگرنہ بھلا یہ کہیں ہو سکتا ہے کہ ؎ ہے ہے خدانہ کردہ، تجھے بے وفا کہوں یہ خاکسار اور یہ انداز گفتگو میں اور صد ہزار نوائے جگر خراش!

میری گزارشات ایک نظر دیکھ لیں مگر کسی کو نہ سنائیں نہ بتائیں نازک مزاج علماء سنت مجھے بھی کہیں گے ؎ نوگرفتار تڑپتا ہے تہہ دام ابھی

مولانا غلام جابر شمس صاحب مصباحی -کالی کٹ- کیرالا (انڈیا)

"جہان رضا" گویا خوان فکر رضا ہے جہاں ہر قسم کے اذواق و اشواق کی چیزیں مہیا ہوتی ہیں مقالے معیاری، مضامین پر مغز، تراکیب و تعبیرات دلکش، دھلے دھلے جملے، اجلے اجلے مفہوم، پھر درد مند قلم سے فکر انگیز اداریئے کہیں علم و حکمت کے موتی تو کہیں پند و نصائح کا حسین انداز۔ کہیں یاد علماء کی بزم طرب تو کہیں احتساب و مواخذہ اور مرد مومن کی للکار و جھڑک، خطوط و خبر نامہ ایسا کہ رضا کمپنی کے سارے درد مند پر زے گلے مل رہے ہوں۔ یا ہم نے انہیں اکٹھا کر لیا ہے۔ زمین کے فاصلے سمٹ گئے ہیں تمام افق سامنے ہے۔ کس کس ادا کی داد دی جائے۔ سوچتا ہوں کہیں کسی کی حق تلفی یا بے توقیری نہ ہو جائے کئی بار جتن کیا کہ آپ کو کچھ لکھوں مگر نہ لکھ سکا۔ نہ جانے کیوں آج یہ جذبہ نوک قلم سے چھلک پڑے۔ برملا کہہ دوں جو کہنا چاہتا ہوں۔ ایک بات اور جو خط لکھنے کی محرک ہے کہ "جہان رضا" کا نادیدہ تو نہیں البتہ نایافتہ شیدا ضرور ہوں۔ قدیم و جدید دستیاب شماروں کا ایک سیٹ اپنی لائبریری میں ہونا ضروری

Marfat.com

سمجھتا ہوں۔ شاید کچھ کشید کر سکوں۔ عنائیت فرمائیں۔ ممنون ہوں گا۔ میرے قلمی دوستوں میں عشاق رضا بہت ہیں۔ مجھے علم ہے آپ کا رسالہ ہندوستان کی چند ریاستوں میں کئی جگہ پہنچ جاتا ہے۔ مگر کیرالا تملناڈ یا آسام و بنگال میں شاید نہیں پہنچتا ہو گا۔ اس لئے ہر ماہ چند تازہ نسخے نصیب میں آجائیں تو فکر رضا کی توسیع میں مدد مل سکتی ہے۔ آپ کی بزم احباب میں سلام و احترام پیش کرتے ہوئے رخصت ہوا چلتا ہوں۔

صاحب زادہ سید محمد زین العابدین صاحب راشدی -لاڑکانہ (سندھ)

میں نے لاہور آکر داتا گنج بخش قدس سرہ الاقدس کے مزار پر انوار پر حاضری کی سعادت حاصل کی اور داتا کے صدقے میں آپ سے ملاقات ہوئی۔ اس کے بعد آپ کا گرانقدر تحفہ "تحفہ دورد شریف" شکریہ وصول پایا۔ سندھ کے حوالہ سے اہل سنت کی تازہ علمی کوششیں تحریر کر رہا ہوں تاکہ قارئین "جہان رضا" اس جہاں سے بھی آگاہ ہوں۔ "دارالعلوم مجددیہ نعیمیہ" ملیر کراچی نے شیخ الاسلام مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی قدس سرہ (متوفی ۱۱۷۴ھ) کی تصنیف "حدیقۃ الصفاء فی اسماء المصطفےٰ" جدید نام "باغ ہی باغ" سے شائع کی ہے۔ اس کتاب میں مصنف نے حضور ﷺ کے ۱۱۸۱ اسماء مبارکہ جمع کئے ہیں اس کے قبل ایک تفصیلی مقدمہ درج کیا ہے۔ مصنف کی دوسری کتاب ذریعۃ الوصول الی جناب الرسول ﷺ " کا سندھی ترجمہ مہران اکیڈمی شکارپور نے شائع کیا ہے جو کہ فضائل درود شریف پر مشتمل ہے۔ مخدوم محمد ہاشم ٹھٹوی کی تیسری کتاب

Marfat.com

"التحفہ المرغوۃ فی افضلیۃ الدعا بعد المکتوبہ" (عربی مع اردو) کو الراشد اکیڈمی کراچی نے شائع کیا ہے کتاب کی ابتداء میں صاحب کتاب کی جامع سوانح حیات رقم ہے۔

اسی ادارے نے امام نووی کی مشہور کتاب ریاض الصالحین (مترجم مولانا غلام عباس قادری) کا سندھی ترجمہ بڑے اہتمام سے شائع کیا اس کے علاوہ "الاوسیۃ الہاشمیہ" سندھی' اور مکاتیب النبی ﷺ بنام سونا ورق (سندھی) منظر پر آئی۔ جامعہ غوثیہ رضویہ سکھر نے اشاعت کی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے ایک سندھی کتاب "القول الصحیح فی تحقیق نذور الضریح" ڈاکٹر غلام نبی کو شائع کیا ہے۔

مدرسہ جامعہ محمدیہ شاہپور جہانیہ نے مولانا محمد ادریس ڈاھری کی تازہ کتاب "سیرۃ الحسنین" (سندھی) تین سو صفحات پر مشتمل کتاب کے علاوہ مولانا موصوف کی تفسیر کی تیسری جلد "احسن البیان" (سندھی) بھی شائع کی ہے۔ مناظر اسلام مفتی عبدالرحیم سکندری کی مشہور و مقبول سندھی کتاب "سیف سکندری" (مترجم مولانا محمد رمضان علی قادری) کا اردو ایڈیشن زیر طبع ہے۔ ٹھٹھہ (سندھ کے قدیم و تاریخی شہر) سے مولانا طفیل احمد میمن ٹھٹھوی کی سرپرستی میں سیدنا عبداللہ شاہ اصحابی اکیڈمی اپنے ہدف کی طرف تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے اور مقابر اولیائے ٹھٹھہ پر ایک عظیم تاریخی کتاب "تحفۃ الزائرین" ۵ حصوں پر مشتمل شائع کی ہے ان کے علاوہ دیگر کتابیں بھی شائع کی ہیں۔ ڈاکٹر ابوالخیر زبیر نقشبندی نے رکن الاسلام پبلیکیشنز کی جانب سے کتاب "سندھ کے صوفیائے نقشبند" شائع کی ہے۔ علمی کتاب گھر کراچی نے مولانا اقبال نعیمی کی تالیف

Marfat.com

"تذکرہ اولیائے سندھ" شائع کی ہے آستانہ عالیہ مشوری شریف (لاڑکانہ) کے شعبہ نشر و اشاعت نے "آفتاب سندھ" فقیہ اعظم شیخ الشیوخ غوث الزمان علامہ مفتی خواجہ مفتی خواجہ محمد قاسم مشوری قادری قدس سرہ العزیز کی تصوف کے موضوع پر لطائف اذکار و اسباق پر مشتمل تقریباً ستر سال قبل لکھی گئی کتاب "ارشاد طریقت" (سندھی) شائع کی ہے جس پر فقیر نے مقدمہ تحریر کیا ہے۔ سنجر پور (صادق آباد) سے محمد نعیم طاہر سہروردی نے فقیر کی نگرانی میں سندھ کے صوفیائے کرام کے ملفوظات پر ایک مقالہ "ملفوظات صوفیائے سندھ" تیار کر لیا ہے۔ راقم نے حضرت خواجہ حافظ سید محمد عثمان حنفی مروندی لعل المعروف شہباز قلندر قدس سرہ کی سیرت و سوانح تعلیمات، علمی مرتبہ، روحانی مقام، تدریس و تصنیف نیز مذہب و مسلک اور دربار عالیہ پر رائج غلط رسوم کی اصلاح پر مشتمل ایک تاریخی و تحقیقی مقالہ "شہباز ولایت" رقم کیا ہے۔ سندھ میں سلسلہ عالیہ قادریہ کے علمبردار تیرھویں صدی کے مجدد برحق امام العارفین حضرت سید محمد راشد شاہ المعروف پیر صاحب روضے دھنی قدس سرہ العزیز کی سیرت و سوانح تعلیمات و خدمات پر مشتمل ایک کتاب "آفتاب ولایت" (اردو) ادارہ "پیغام رضا کراچی" کے ہاں زیر طبع ہے۔

محمد صلاح الدین سعیدی

بانی و ایڈیٹر ماہنامہ فیضان مدینہ لاہور

حضرت پیرزادہ اقبال احمد فاروقی صاحب اللہ تبارک و تعالےٰ آپ کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور جہان رضا آپ کی ادارت میں اپنا ارتقائی سفر

Marfat.com

جاری رکھے اور عوام اہل سنت میں فکر رضا کی خوشبوئیں بانٹتا رہے۔ ستمبر کا شمارہ ملا آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں، ذوق سلیم کو مہمیز لگی طرابلس والا مضمون بہت انتظار کے بعد آیا لیکن آپ کے قلم نفاست رقم کے کیا کہنے قہوے کے ذکر کا مطالعہ کرتے وقت میں تو آپ کے حروف و نقوط سے قہوے کی خوشبو محسوس کرتا رہا۔ اور اب منتظر ہوں کہ طرابلس کا مکمل سفرنامہ کب آتا ہے۔

پروفیسر کعبی صاحب نے اعلحضرت کے دیوان کے پہلے شعر کی بہت عمدہ شرح کی ہے اعلحضرت کا کلام ایسے ہی شارح کا طالب ہے۔ آپ ان سے گذارش کریں کہ اعلحضرت کے دیوان کی شرح شروع کریں تاکہ ایک بہت بڑی کمی پوری ہوسکے۔ اعلحضرت کے دیوان کو مارکیٹ میں آئے صدی گذر چکی ہے لیکن ابھی تک ایسی شرح نہیں آئی جسکا کلام متقاضی ہے حضرت علامہ فیض احمد اویسی اور حضرت علامہ محمد خان قادری صاحب کا کام اپنی جگہ لیکن جس طرح کعبی صاحب نے ایک شعر کی شرح کی ہے اس معیار پر شرح کی ضرورت ہنوز باقی ہے۔

محترم خلیل رانا نے علامہ اعظمی صاحب کے حوالے سے اپنے مضمون میں اہل ندوہ کے تعصب اور بددیانتی کو خوب بے نقاب کیا ہے اور ایک ممتاز عرب عالم دین حضرت مولانا عبدالفتاح ابوغدہ" کے اعلحضرت کے بارے میں مثبت تاثرات کو قرطاس کے حوالے کرکے ایک اہم فریضہ ادا کیا ہے ڈاکٹر مظاہر اشرف جیلانی نے اپنے مضمون کے آخری پیروں میں ٹیلی ویژن پر جلوہ فرما ہونے والے سنی علما کی اچھی سرزنش فرمائی ہے اور انہیں ان کی ذمہ داری یاد دلائی ہے کہ جب دیوبندی آپ کے سامنے اشرف تھانوی کی بے جا تعریف کرسکتے ہیں

Marfat.com

توکیاوجہ ہے کہ آپ اعلحضرت کی بجا تعریف بھی نہیں کرسکتے؟

آخر میں ایک اہم گذارش یہ کرنا ہے کہ "اسامہ بن لادن" کے بارے میں برادرم خالد محمود قادری کا جو مضمون آپ نے "اداریہ" کی جگہ شامل کیا ہے اس میں خالد محمود قادری لکھتے ہیں

"اسامہ بن لادن جمعیت علمائے پاکستان کی آنکھ کا تارا بلکہ ماتھے کا جھومر بنا ہوا ہے"

وضاحت طلب امر یہ ہے کہ کیا اسامہ بن لادن صحیح العقیدہ سنی حنفی ہے؟ میرے خیال میں ایسا نہیں ہے اگر ایسا ہوتا تو طالبان جیسا متعصب اور متشدد گروہ کبھی بھی اسامہ کو پناہ نہ دیتا کیونکہ طالبان نے تو اہلسنت کے عظیم رہنما افغانستان میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ طریقت اور سب سے پہلے جہاد کا فتویٰ جاری کرنے والے مجاہد حضرت مولانا پیر صبغت اللہ مجددی دامت برکاتہم العالیہ جیسی ہستی کو اتنا نظر انداز کیا ہے کہ وہ اپنی مسجد کی امامت تک محدود ہوگئے ہیں۔ انہیں جمعہ پڑھانے کی بھی اجازت نہیں ان کی مسجد میں طالبان کا سرکاری خطیب آکر جمعہ پڑھاتا ہے۔ لہٰذا آپ آئندہ شمارے میں وضاحت فرمائیں کہ "جمعیت علمائے پاکستان کے ماتھے کا جھومر" اعلحضرت سے بھی متفق ہے؟ کیونکہ افغانستان میں (طالبان کے علاقوں میں) تو اعلحضرت کا نام لینا بھی جرم سمجھا جاتا ہے۔

سید محمد عاکف صاحب الوری۔شجاع آباد (ملتان)

آپ کے موقر جریدہ جہان رضا شمارہ نمبر ۱۷ بابت ماہ اگست ۱۹۹۸ء میں "کس نفاست کے یہ نامے میرے نام آتے ہیں" کے عنوان کے گلدستہ میں جناب

Marfat.com

خلیل احمد رانا صاحب جہانیاں نے ہلال جعفری صاحب کا تعارف کرایا ہے رانا صاحب علمی ادبی روحانی طور پر اعلیٰ مقام پر گامزن ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ موصوف کے مضامین سے اپنے بھی فیض پارہے ہیں اور بے گانے بھی روشنی حاصل کر کے گمراہی سے نجات حاصل کرتے جارہے ہیں۔ اور ایسی علمی شخصیت کے جہاں بے شمار عقیدت مند ہوتے ہیں تو کچھ لوگ جن کی قسمت میں اصلاح پذیری کے بجائے گمراہی لکھی گئی ہے وہ کوئی نہ کوئی شوشہ ایسا تلاش کرنے کی فکر میں ہوتے ہیں جس کے ذریعے ایسی فیض رساں شخصیت کو ان کے عقیدت مندوں میں یہ ثابت کریں کہ ان کی مضامین حقائق پر مبنی نہیں اس ضمن میں زیر مطالعہ مضمون پر جو ہلال جعفری سے متعلق ہے کچھ وضاحتی گزارشات پیش کر رہا ہو محترم رانا صاحب نے تحریر فرمایا ہے کہ "۲۱ جون ۱۹۶۸ء کو حسب معمول آپ کے مرشد کے عرس کی تقریبات شروع ہوئیں ۲۲ جون کو بعد نماز عشاء نعت خوانی شروع ہوئی اس محفل میں حضرت علامہ سیدی احمد سعید کاظمی (المتوفی ۱۹۸۶ء) بھی شریک تھے۔ حضرت ہلال جعفری نے اپنی نعت شریف پڑھی"۔

واقعہ یہ ہے کہ اس تقریب میں غزالی زماں حضرت سید احمد سعید شاہ کاظمی شریک نہیں تھے کیونکہ غزالی زماں ان دنوں مشرقی پاکستان کے دورے پر تھے۔ اور جس دن حضور مرشدی سید نذیر احمد شاہ کا وصال ہوا اسی رات حضرت غزالی زماں کو مشرقی پاکستان میں آپ کے وصال کا کشف ہو گیا تھا۔ تاہم غزالی زماں موصوف نے صبح اٹھتے ہی قبلہ مرشدی کو محبت نامہ لکھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کا سایہ ہم پر تادیر قائم رکھے۔ یہ عقیدت نامہ حضرت مرشدی بابا کے سجادہ

Marfat.com

نشین سیدی عبدالطیف قادری صاحب کے پاس ہے راقم اس تقریب جو نماز عشاء کے بعد منعقد ہوئی حسب سابق سٹیج سیکرٹری کے فرائض انجام دے رہا تھا۔ بابا نماز عشاء کے بعد ہال کی چھت پر عبادت کر رہے تھے بہاول پور کے ایک معروف تاجر ان کو پنکھا جھل رہے تھے کہ بابا نے ان کے ذریعے ارشاد فرمایا کہ ھلال جعفری کو بلوا کر ان کا کلام سنوایا جائے۔ ھلال جعفری اندر ہال میں آرام کر رہے تھے بابا صاحب کے ارشاد کے مطابق راقم نے اعلان کیا کہ تمام نعت خوان اور نعت گو حضرات سے معذرت کرتے ہوئے بابا صاحب کے فرمان کے مطابق جناب ھلال جعفری صاحب سے درخواست ہے کہ وہ سٹیج پر تشریف لائیں اور بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنا کلام پیش فرمائیں۔ ھلال جعفری نے جب پڑھا

بیٹھا ہوں لئے درد محمد کا جگر میں
اللہ کی رحمت سے ہے سب کچھ میرے گھر میں

تو بابا حضور نے چھت پر ہی سے نذرانہ بھجوایا اور اس شعر کے تکرار کرنے کا ارشاد فرمایا حضرت بابا صاحب مصلے پر تشریف فرما تھے کہ اس شعر کو سماعت کرتے ہی سجدہ ریز ہو گئے۔ تاجر صاحب جو پنکھا جھل رہے تھے نے محسوس کیا کہ بابا صاحب بے حس و حرکت سجدے میں ہیں۔ تو بابا صاحب کو سجدے سے اٹھایا فوری طور پر ڈاکٹر سعید الحق جو آج کل ڈائریکٹر شعبہ چائلڈ لاہور ہیں کو بلایا ان کے کہنے پر ان کے والد ڈاکٹر سلطان صاحب جن کا کچھ عرصے پہلے لاہور میں انتقال ہو گیا ہے کو بلوایا انہوں نے اعلان کیا کہ بابا صاحب کی روح قفس سے

Marfat.com

عنصری سے پرواز کرگئی ہے اس نشست میں شجاع آباد کے معروف عالم دین علامہ خدا بخش اظہر موجود تھے۔ جن کو بابا صاحب نے جلسہ شروع ہونے سے پہلے فرمایا کہ مولانا آئندہ آپ کو دعوت نامہ بھیجوں یا نہ بھیجوں ان تاریخوں (۲۴ ربیع الاول تا ۲۶ ربیع الاول) میں سے کوئی ایک دن ہمیشہ کے لئے یہاں کے لئے مقرر کرلیں۔ اس فرمان کے مطابق مولانا موصوف ہر سال باقاعدگی سے عرس مبارک کی تقریبات میں شرکت فرماتے ہیں اور حضور باباؒ کے اس فرمان کو دوہرا کر بابا صاحب ان سے جو محبت فرماتے تھے کا اعادہ کر کے مریدوں اور عقیدت مندوں سے خراج تحسین حاصل کرتے ہیں۔ یہ بھی اتفاق ہے کہ یہ سہ روزہ ایام ۲۴ تا ۲۶ ربیع الاول قبلہ حضور بابا صاحب کے پیر و مرشد حضرت شاہ فضل رحمان گنج مراد آبادیؒ اور حضرت شاہ احمد میاںؒ کے عرس کے ہیں اور یہی ایام بابا صاحب کے لئے مقرر ہوئے ہیں۔

این سعادت بازور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

بابا صاحبؒ اور غزالی وقت سید احمد سعید شاہ کاظمیؒ کے مابین ادب و احترام کی ایک جھلک پیش ہے۔ حضرت امام اہل سنت ملک کی پہلی اسلامی یونیورسٹی بہاول پور کے شیخ الحدیث کے عہدے پر فائز ہو کر بہاول پور تشریف لائے تو ابتداً قیام بابا صاحب کے نام فرمایا بابا صاحب نے مکان کا نچلا حصہ سالم قبلہ کاظمی صاحب کے حوالے کردیا چونکہ آپ مجرد اور تخلیہ پسند تھے۔ اس لئے چھت جہاں صرف ایک کوٹھڑی تھی میں منتقل ہوگئے بابا صاحب کبھی کبھار مزارات کی زیارت یا چند مخلص عقیدت مندوں کے ہاں چلے جاتے تھے۔ واپس جب

Marfat.com

تشریف لاتے اور قبلہ کاظمی صاحب باہر صحن میں تشریف فرما ہوتے تو جب تک بابا صاحب اوپر چھت پر نہ چلے جاتے قبلہ کاظمی صاحب ادب سے کھڑے رہتے اسی طرح جب قبلہ کاظمی صاحب یونیورسٹی سے تشریف لاتے اور بابا صاحب اپنے خلفاء اور مریدوں میں صحن میں بیٹھے ہوتے تو بابا صاحب قبلہ کاظمی صاحب کے احترام میں کھڑے رہتے کاظمی صاحب بہت فرماتے کہ حضور تشریف رکھیئے لیکن جب تک کاظمی صاحب اپنے کمرے یا ہال میں تشریف نہ لے جاتے بابا صاحب ادب سے کھڑے رہا کرتے جب بابا صاحب بہاول پور تشریف لائے تو اس وقت بہاول پور شہر پر اہل حدیث اور دیوبندیوں کا غلبہ تھا پورے شہر میں میلادالنبی اور درود و سلام کی محفلوں سے اہل شہر ناآشنا ہو چکے تھے۔ بابا صاحب نے آتے ہی سب سے پہلے اپنی قیام گاہ پر میلادالنبی ﷺ کا سلسلہ شروع کیا۔ بقول کاظمی صاحب کہ بابا صاحب کی دعاؤں کے صدقے علامہ کاظمیؒ اسلامی یونیورسٹی کے شیخ الحدیث بنے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعائیں قبول فرمائیں۔ کمشنر اور ڈپٹی کمشنر وغیرہ بھی صحیح العقیدہ سنی آگئے ان دونوں کی انتھک کوششوں کے ثمرہ میں بہاول پور کی شاہی جامع مسجد جس پر دیوبندیوں کا مکمل قبضہ تھا میں کل پاکستان سہ روزہ میلادالنبی کے جلسے ہوئے۔ اور ملک بھر کے جید علمائے کرام اور مشائخ عظام نورانی تقاریر سے اہل بہاول پور کے قلوب گرماتے رہے۔ اسی موقع پر حضرت علامہ فیض احمد اویسی نے علامہ کاظمی صاحب کے اعزاز میں بغیر نقطوں کے الفاظ پر مشتمل طویل سپاس نامہ پیش کیا جسے قومی اخبارات نے جلی حروف میں شائع کیا۔ الحمد اللہ اب بہاول پور کے ہر گلی کوچے میں ذکر میلادالنبی ﷺ کی محفلیں منعقد ہوتی ہیں۔ اور اذان کے وقت درود و سلام پیش کیا جاتا

Marfat.com

ہے جناب خلیل احمد رانا صاحب کے متذکرہ مضمون میں عرس کے ایام ۲۱ ربیع الاول سے ۲۶ ربیع الاول مرقوم ہے جو اصل میں ۲۴ ربیع الاول تا ۲۶ ربیع الاول ہے۔

ڈاکٹر مختار الدین احمد، وائس چانسلر مولانا مظہر الحق عربی فارسی یونیورسٹی پٹنہ ہندوستان

آج کے پارسل میں جون جولائی اور اگست کے شمارے ملے سب سے پہلے آپ کے اداریئے پڑھے۔ اور حسب معمول مفید اور فکر انگیز پائے

آپ کی تحریر بہت متوازن ہوتی ہے دین کے معاملے میں سخت زبان استعمال کرنا کبھی ناگزیر تھا۔ لیکن میرا کچھ ایسا خیال ہے کہ نرم لہجے میں گفتگو قلوب پر اچھا اور دیرپا اثر ڈالتی ہے ہمارے صوفیا اور بزرگان دین کا یہی طریقہ رہا ہے لاہور میں جناب حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب اسی خوبی سے متصف ہیں خدا انہیں تندرست رکھے اور ان کی عمر دراز کرے

اپنے وقت کے علماء صوفیا مقررین اور معاصرین پر تاثراتی مضامین لکھنے کا سلسلہ جاری رکھئے ان شماروں میں اس کمی کا احساس ہوا۔

جناب سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب اپنے مراسلے میں آپ سے پوچھتے ہیں۔

"حیات اعلیٰ حضرت کی باقی جلدیں بھی آپ نے چھپوانے کا وعدہ کیا تھا لیکن نہ چھپ سکیں آخر یہ باقی جلدیں کہاں گئیں انہیں زمین کھا گئی یا آسمان آخر ماجرا کیا ہے۔"

Marfat.com

ماجرا یہ ہے کہ اس کتاب کے مصنف ملک العلما حضرت علامہ محمد ظفرالدین قادری رضوی رحمتہ اللہ علیہ (متوفی ۱۳۸۲-۱۹۶۲) نے برسوں کی محنت کے بعد "حیات اعلحضرت" چار جلدوں میں (۱۳۶۹-۱۹۳۸) میں مرتب کی پہلی اور دوسری جلد کا مسودہ انہوں نے مولانا سید ایوب علی رضوی بریلوی کو (اشاعت کے لئے) کراچی بھیجا انہوں نے پہلی جلد مکتبہ رضویہ کراچی سے جولائی ۱۹۵۵ء میں شائع کی پھراس کو آپ نے اپنے اہتمام میں تین حصوں میں مرکزی مجلس رضا لاہور سے 1992 میں دوبارہ چھاپ کر عام کیا دوسری جلد کے بارے میں مولانا سید ایوب علی مرحوم نے قلت وسائل کا شکوہ کیا اور لکھا کہ پہلی جلد کی آمدنی سے دوسری اور اسی طرح ساری جلدیں چھاپ دی جائیں گی غالبا سینوں اور رضویوں کی بے حسی اور عدم دلچسپی کے بناء پر سید صاحب کے پاس اتنا سرمایہ کبھی جمع نہ ہو سکا کہ وہ دوسری جلد کا بیڑا اٹھا سکتے کچھ دنوں بعد سید صاحب کا وصال ہو گیا ان دنوں حیات اعلحضرت پاکستان میں نہ چھپ سکی تو ہندوستان میں کیا چھپتی

کوئی تیس برس ہوئے ایک رات مولانا مفتی محمود احمد قادری (بغیر کسی سابقہ تعارف کے) علی گڑھ کے ایک سنی عالم اور طبیب حاذق جناب پروفیسر حکیم خلیل احمد صاحب جائسی (استاد طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی) کو ساتھ لے کر مجھ سے ملنے آئے تعارف ہوا تو معلوم ہوا سنی رضوی عالم ہیں حضرت حجتہ الاسلام کے شاگرد ہیں مدرسہ منظر اسلام بریلی کے تعلیم یافتہ ہیں اور مشہور عالم مولانا مفتی شاہ رفاقت حسین (استاد مدرسہ کانپور) کے صاحبزادے ہیں ان کی زیر تالیف کتاب "تذکرہ علماء اہلسنت" کا بھی ذکر سن رکھا تھا انہوں نے فرمایا "حیات

Marfat.com

اعلحضرت" کا مسودہ دیکھنا چاہتا ہوں انہیں دکھایا گیا پھر انہوں نے کہا آپ کی اجازت ہو تو میں اسے شائع کر دوں حکیم صاحب نے ان کی تائید بلکہ سفارش کی میں نے کہا سبحان اللہ اس سے اچھی بات اور کیا ہوگی کہ یہ سوانح عمری زیور طبع سے آراستہ ہو جائے میں نے مشورہ دیا کہ پہلی جلد چھپ چکی ہے اسے فی الحال نہ چھاپئے دوسری جلد شائع کیجئے اور اس کا مسودہ وہ مجھ سے لے گئے چند دنوں کے بعد انکا خط آیا کہ سلسلہ کلام دیکھنے کے لئے اور جلدوں کی ضرورت ہوگی چنانچہ کتاب کی چاروں جلدوں کا مسودہ ان کے حوالے کر دیا انہوں نے میرا مشورہ نہ مان کر پہلی جلد کی کتابت شروع کروا دی چھوٹی تقطیع کے ۶۶ صفحوں کے پروف میری نظر سے گزرے تھے پھر معلوم نہیں کیا آفت بے چارے پر پڑی کہ اس کی طباعت رک گئی اس زمانے میں برابر ان سے خط و کتابت ہوتی رہی پھر آہستہ آہستہ کم ہو گئی برسوں کے بعد انہوں نے اطلاع دی اس کی کتابت کانپور میں ہو رہی ہے مدت گزر گئی کتابت نے طباعت کی شکل نہیں دیکھی استفسار حال کیا جواب نہ آیا خطوط لکھتا رہا جواب میں خاموشی رہی پھر دہلی کے ایک رسالے میں اعلان ہوا کہ "حیات اعلحضرت" پٹنہ سے چھپ رہی ہے برسوں گزر گئے کتاب غیر شائع شدہ رہی مولانا مفتی محمود میاں عالم ہیں مفتی ہیں پیر ہیں اس سے بڑھ کر یہ کہ "حامدی" ہیں ضرور چاہتے ہوں گے۔ کہ یہ کتاب چھپ کر پھیلے۔ اس خیال سے کہ مالی حالات اچھے نہ ہوں اور کتاب کی اشاعت کا بوجھ نہ اٹھا سکتے ہوں عرض کیا گیا کہ کوئی بات نہیں مسودہ واپس بھیج دیں یہ درخواست قابل اعتنا نہ ہوئی

پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کراچی سے 'آپ لاہور اور کئی اصحاب پاک و ہند اس

Marfat.com

کی اشاعت کے لئے تیار ہوئے اور مسودے کے بدلے ان کو رقم دینے کے لئے بھی تیار ہوئے لیکن مفتی صاحب نے توجہ نہیں فرمائی چاہتے ہوں گے کہ جب مسودہ مجھ سے مانگ کر وہ لے گئے ہیں تو شائع بھی وہی کریں۔ یہ تکلف محض ہے۔ انہیں اندازہ نہیں سینوں کا کس قدر نقصان انہوں نے کیا ہے تیس سال پہلے یہ کتاب چھپ جاتی تو اب تک اس کے متعدد ایڈیشن نکل گئے ہوتے اور علمی دنیا چودھویں صدی ہجری کے ایک مقتدر عالم اور بے مثال مصنف سے کماحقہ واقف ہوتی

حکیم خلیل احمد اور مولانا ارشد القادری نے مسودے کی واپسی کی بہت کوشش کی کامیابی نہیں ہوئی کئی سال ہوئے میرے ایک عزیز نسیم الحق (ایگزیکٹو انجینئر بہار) مفتی محمود احمد کے گاؤں (بھوانی پور مظفرپور) جاکر رمضان کے زمانے میں صبح سے شام تک ان کے گھر ملاقات کے لئے بیٹھے رہے عصر کے بعد گھر سے رقعہ آیا کہ میری طبعیت علیل ہے اگر آپ لوگ "حیات اعلحضرت" کے مسودے کے لئے بیٹھے ہیں تو اطلاع دیتا ہوں کہ کتاب کانپور میں چھپ رہی ہے اس بات کو بھی دس سال ہو گئے اور ہنوز روز اول ہے نسیم الحق صاحب کے ساتھ بہار کے ایک مستعد عالم علی احمد سیوانی بھی تھے۔

اب آپ جہان رضا کے ذریعے علمی اور دینی دنیا کی آواز ان تک پہنچائیں کہ اب وہ براہ کرم سینوں اور رضویوں پر کرم فرما کر مسودہ مجھے واپس کر دیں یا حکیم محمد موسی امرتسری صاحب کو یا آپ کو یا پروفیسر ڈاکٹر مسعود احمد کو بحفاظت تمام بھیج دیں سارے سنی رضوی بھائی ان کے شکر گزار ہوں گے ۳۰ سال تک میں خاموش رہا اور اس بات کا منتظر رہا کہ مفتی صاحب اپنے فرائض کا احساس

Marfat.com

کریں گے اور یا تو وہ کتاب شائع کریں گے تا مسودہ واپس کر دیں گے لیکن آج سید صابر حسین شاہ صاحب کی مندرجہ بالا سطریں ("جہان رضا جولائی صفحہ 10)" اور اسی رسالے کے اگست کے شمارے صفحہ نمبر19 میں آپ کے نام صاحبزادہ محمد الیاس قادری فاضلی صاحب (ملکوال، گجرات) کے مکتوب گرامی کی یہ عبارت دیکھ کر یارائے صبر نہ رہا جس میں وہ تحریر فرماتے ہیں:

"چند سال پیشتر آپ نے حیات اعلحضرت" ۸ حصوں میں مرکزی مجلس رضا لاہور کی جانب سے طبع کروانے کا اعلان فرمایا تھا جن میں تین حصے پہلی جلد کے ملے باقی کیا ہوئے غالباً انڈیا کے کسی مفتی نے تین حصے دبائے ہوئے ہیں افسوس صد افسوس کہ کسی نے اس سے واپس لینے کی ہمت نہیں کی اور تو اور پروفیسر مختار الدین احمد آرزو صاحب قبلہ بھی بے بس نظر آتے ہیں اور بریلی شریف والے بھی خاموش ہیں کیا وہ مفتی اتنا طاقتور ہے؟ کیا کوئی ہمت والا اس سے کتاب بازیافت نہیں کروا سکتا کسی اداریئے میں اس مسئلے پر بحث فرمائیں اور اچھی طرح فرمائیں"

صاحبزادہ صاحب کی یہ سطریں پڑھ کی ضبط کا بند ٹوٹ گیا اور یہ سرگذشت آپ کو لکھ دی کہ آپ صورت حال سے واقف ہو جائیں مفتی صاحب کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ کبھی کبھی وعظ و نصیحت، تبلیغ و ارشاد کے لئے اپنے وطن سے باہر تشریف لے جاتے ہیں لیکن زیادہ تر اپنے وطن مالوف (خانقاہ قادریہ اشرفیہ بھوانی پور ضلع مظفر پور، بہار ہندوستان) میں مقیم رہتے ہیں انہیں خطوط لکھتے لکھواتے رہئے اور ان کے لئے دعا کیجئے کہ اللہ تعالی انہیں اس بات کی توفیق دے کہ وہ مسودہ واپس کر دیں میں انکا بہت شکر گزار ہوں گا۔

Marfat.com

علامہ ارشد القادری نے ایک ملاقات میں مجھ سے فرمایا تھا کہ اس کا بھی امکان ہے کہ "حیات اعلحضرت" مصنفہ ملک العلماء فاضل بہار حضرت علامہ ظفرالدین قادری رضوی کچھ دنوں بعد کسی اور نام سے شائع ہو جائے

کتاب کے چاروں حصوں میں "حصہ دوم" اس لحاظ سے سب سے اہم ہے کہ اس مین تصانیف اعلحضرت کا مفصل ذکر ہے جن کتابوں سے ہم لوگ واقف نہیں ہیں بلکہ جن کے نام بھی ہم نے نہیں سنے ہیں توقع ہے کہ اس حصے میں ایسی نادر کتابوں کا بھی ذکر ہو گا

کراچی کے اہل علم کے لئے ایک خوشخبری یہ ہے کہ حیات اعلحضرت حصہ دوم کا ایک نسخہ بہ خط مصنف مولانا سید ایوب علی رضوی کے خانوادے میں کہیں دبا ہوا ہے ملکر علماء نے حصہ اشاعت کے لئے انہیں بھیجا تھا اس کی رجسٹری کی رسید میرے پاس موجود ہے احباب سے التماس ہے کہ سید صاحب کے خانوادے سے جو کراچی میں ہیں رابطہ کر کے مسودے کا پتہ چلائیں پروفیسر مسعود احمد صاحب اور ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے ناظم پروفیسر مجید اللہ قادری خاص طور پر توجہ فرمائیں۔

میرے پاس مفتی محمود احمد قادری صاحب کے سارے خطوط محفوظ ہیں ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ کس ذوق و شوق سے انہوں نے اس کتاب کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا تھا۔ پھر کیا ہوا کہ انہوں نے سخت سرد مہری اختیار کر لی بہرحال اللہ تعالی مقلب القلوب ہے ہمیں توقع رکھنی چاہیے کہ کسی دن مسودہ واپس آئے گا اور انشااللہ پوری کتاب شائع ہو گی اسی طرح جس طرح ملک العلماء نے لکھی تھی۔

Marfat.com

پیر صاحبزادہ اعتزاز حسین صمدانی ایم اے، اسلام آباد

اگست کا جہان رضا پڑھ کر اپنے تاثرات لکھنے کی تیاریاں کر رہا تھا کہ ستمبر کا جہان رضا آگیا میری عادت ہے کہ جب جہان رضا آجائے تو دنیا جہاں سے کنارہ کش ہو کر بیٹھ جاتا ہوں جب تک سارا جہان رضا مطالعہ نہ کرلوں کسی سے بات نہیں کرتا۔ میری اس ترک دنیا و جہاں کی عادت پر بیوی ناراض۔ بیٹی ناراض۔ پوتے پوتیاں اداس۔ جہان رضا کیا آگیا۔ سب کو بھلا دیا ہے

کس کس کی لیں خبر نہیں اپنی ہی جب خبر!

اسامہ بن لادن کا تعارف کم از کم میرے لئے نیا تھا خوش کن تھا بلکہ حوصلہ افزا تھا ڈاکٹر مختار الدین احمد کا ملفوظات پر مضمون پسند آیا مگر اس بار آپ نے "اداریہ" تو کسی اور کے حوالے کر دیا اور خود طرابلس کی شبینہ محفل سجا کر قہوہ پینے جا بیٹھے ایک ایک لفظ پڑھا۔ لطف آیا۔ ایک ایک بات پڑھی خوش ہو گئے۔ یوں محسوس ہوا کہ قہوہ کی پیالیاں ہیں اور ہم بھی شریک محفل مجھے نوری اور نورانی کے نعروں نے لطیفہ کا لطف دیا۔ آپ کبھی ہمیں دیار حبیب ﷺ میں لے جایا کرتے تھے مکہ مکرمہ کی وادیوں اور مدینہ منورہ کی گلیوں میں پھرایا کرتے تھے۔ آپ کو کیا ہوگیا۔ کرایہ نہیں رہا یا ویزہ نہیں مل رہا آپ تو ہمیں ویزہ اور جہاز کے بغیر ہی لے جایا کرتے تھے۔ اگر آپ غریب ہو گئے ہیں تو چلو کرایہ میرا۔ سفر آپ کا۔ کھانا میرا۔ ویزہ آپ کا۔ وہاں بات میری۔ زبان آپ کی۔

میں نے ایک خوبصورت کتاب میں آپ کا خوبصورت مضمون پڑھا جس کا عنوان تھا ترحم یا نبی اللہ ترحم مضمون پڑھ کر آپ بہت یاد آئے اگر آپ مجھے بارگاہ نبوی ﷺ میں ساتھ لے چلیں تو

؎ حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کے!

Marfat.com

مجالس نعت کی رعنائیاں

نعت خوان رسول محمد ثناء اللہ بٹ

موجودہ صدی میں جس انداز سے نعت نگاری اور نعت خوانی کو فروغ ہوا ہے پاکستان میں اس سے قبل اس کی مثال نہیں ملتی خاص طور پر پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد جو لوگ نعت گوئی اور نعت خوانی سے متعلق اپنے خیالات کی پسند کی وجہ سے نامناسب رویہ رکھتے تھے آج وہ بھی نعت کی اہمیت وضرورت کا احساس کر چکے ہیں ایسا کیوں نہ ہوتا...... نعت دراصل مسلمان کو حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وسیلے سے خداتعالیٰ سے قریب کی راہوں کو استوار کرنے کا ذریعہ ہے اور اس کی شخصیت وکردار کو اسلام کے سانچے میں ڈھالنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔

برصغیر کی تقسیم سے قبل ایسے نعت خوان مجالس نعت کی رونق ہوتے تھے جن میں اکثر اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی کہی ہوئی نعتیں پڑھا کرتے تھے مگر یہ نعتیں اہل علم کی مجالس میں سنائی جایا کرتی تھیں اور وہی امام احمد رضا کی نعتوں کے سننے اور سمجھنے کی اہلیت رکھتے تھے۔ ایسے نعت خوانوں میں اکبر وارثی میرٹھی، مستری علی محمد جالندھری، محمد یونس سہارنپوری، غلام محمد کٹاریہ (کنی ہاف) میاں امام دین، بابا نور دین مونگا، شیخ محمد عمر مونگا، شیخ محمد عمر مونگا، شیخ افتخار احمد جماعتی، میاں غلام حسین چوہان، پیر غلام مرتضیٰ امرتسری کے حلقہ شاگردوں میں خلیفہ جان محمد بٹ، حاجی صوفی دین محمد امرتسری، صوفی اللہ دتا ناروو الی محمد یونس سائیکلوں والے، نعت خوانی میں اپنا مقام بنا چکے تھے، ان کے علاوہ امرتسر شہر میں شیخ القراء حاجی قاری محمد طفیل، بابا غلام قادر، سید محمد ریاض الدین سہروردی ریاض، سید عبدالخالق گوہر سہروردی سید شریف الدین نیر سہروردی، محمد یاسین بٹ رفوگر محمد رشید بٹ، سید احمد علی شاہ، محمد شریف غازی (بزم صادق) ضلع سیالکوٹ میں طوطی ہند بابا محمد علی، ملتان میں صوفی محمد علی ملتانی، جالندھر میں مستری محمد علی، گجرات میں حاجی نواب دین محمد یوسف چشتی، مولوی نور محمد ایمن آبادی زرگر، غلام محمد قریشی مرید کے منڈی، لاہور شہر میں کریم بخش زرگر، فیروز دین پٹولی، حاجی غلام محی الدین قادری، صوفی اللہ دین مجددی، سید حامد علی

Marfat.com

زنجانی، حکیم فضل الٰہی، سرفراز خان پپا، محمد اعظم چشتی، جان محمد جانی، بابا محمد انور قادری خلیفہ غلام الدین، ظفر ڈار، غلام قادر داروغہ والا، مستری قدرت اللہ، فتح محمد مرتضائی، محمد بشیر بٹ، محمد اشرف بھاء، محمد اشرف بلوچ استاد عشق لہر استاد حسام الدین اور حاجی غلام قادر زرگر محافل نعت کی زیب و زینت ہوتے تھے اور نعت خوانی سے سامعین کے قلوب کو روحانی مسرتوں سے لبریز کرتے تھے حکیم فضل الٰہی مصری شاہ لاہور کے حلقہ شاگرداں میں محمد اعظم چشتی، عبدالقیوم ڈار (جلالپور جٹاں) اور صوفی عبدالشکور نے خوب نام پایا۔

الحاج میاں محمد اعظم چشتی مرحوم موضع برج برنالہ نزد جھمرہ ضلع فیصل آباد سے شمالی لاہور موضع بھماں جھگیاں منتقل ہوئے۔ کچھ عرصہ بعد لاہور شہر کے مشہور محلّہ عثمان گنج میں اپنے والد مرحوم کے ہمراہ رہائش اختیار کرلی۔ یہاں پیر طریقت؛ عاشق رسول ﷺ حضرت مولانا نور محمد مرتضائی رحمتہ اللہ علیہ کی صحبت میسر آئی۔ ابتدائی طور پر ان سے کچھ فارسی غزلیں سبقاً سبقاً پڑھیں۔ اس کے بعد مولانا ابو الحسنات سید محمد احمد قادری خطیب جامع مسجد وزیر خان لاہور سے ملاقات ہوئی اور سالہاسال ان کے زیر تربیت رہے۔ ان سے فارسی غزلیں باترجمہ پڑھیں۔ ان کی قیادت میں ہندوستان کے مختلف شہروں کے دورے بھی کیے۔

چشتی صاحب برکت علی خان مرحوم کی گائیکی سے بہت متاثر تھے۔ کئی برس شب و روز نزاکت علی خان سلامت علیخان (شام چوراسی والے) کے ساتھ نشست و برخاست رہی۔ صوفی غلام مصطفی تبسم مرحوم کے علم و فضل کے معترف تھے۔ شاعری میں آپ نے حمد، نعت، منقبت، کافی، غزل، دوہے، گیت، نظم، چوبرگے الغرض ہر صنف میں طبع آزمائی کی ہے۔ آپکی نعتیہ کتابیں نیر اعظم، رنگ و بو، غذائے روح اور انیندرے کئی مرتبہ طبع ہو چکی ہیں مرنے کے بعد آپ کی نعتوں کا ایک مجموعہ "المعراج" چھپا ہے ان کے شاگردوں کی فہرست ان گنت مداحان رسول ﷺ پر مشتمل ہے۔ چند ایک معروف نعت خوانوں کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں۔

☆ عبدالجبار قادری ☆ محمد اشرف چشتی ☆ محمد ثناء اللہ بٹ ☆ میاں غلام محمد ☆ بدرالدین بدر ☆ سید الطاف الرحمٰن پاشا ☆ قاری سید صداقت علی ☆ قاری خوشی محمد الازہری ☆ مستری نور محمد مدنی ☆ محمد رفیق چشتی ☆ کرم الٰہی نقشبندی ☆ محمد یوسف چشتی گجرات ☆ محمد یوسف چشتی فیصل آباد ☆ محمد یونس چشتی گوجرہ ☆ شیخ محمد بشیر ☆ عبدالوحید چشتی ☆ عبدالرشید پسیانوالہ ☆ منیر حسین ہاشمی ملتان ☆ شیخ غلام نبی ☆ محمد سعید صابری ☆ غلام محی الدین ☆ عبدالشکور

Marfat.com

قادری فیصل آباد ☆ محمد الیاس زاہد رحمانی ☆ اصغر علی کنجاہ ☆ اصغر علی لالہ موسیٰ ☆ صفدر علی چشتی یہ وہ نعت خواں حضرات ہیں جنہوں نے اپنے استاد اعظم چشتی کے رنگ کو اپنایا اور آج نعت کی مجالس کی رونقیں ان کی خوش نوائی اور خوش آوازی سے مالا مال ہیں۔

محمد اعظم چشتی مرحوم کے صاحبزادگان میں ارشاد چشتی آج کل مدینہ منورہ میں ہیں بہت اچھی نعت پڑھتے ہیں۔ جمشید اعظم چشتی پاکپتن شریف، گورنمنٹ کالج میں فارسی کے استاد ہیں۔ موسیقی کے رموز سے بخوبی آگاہ ہیں۔ خود بھی شعر کہتے ہیں۔ شاعری کی راہنمائی کیلئے احمد ندیم قاسمی کی شاگردی اختیار کر رکھی ہے۔ نعت والد مرحوم کے انداز میں پڑھتے ہیں۔ موسیقی کی تعلیم ممتاز گلوکار مہدی حسن خان سے حاصل کی ہے۔ سب سے چھوٹے بیٹے اسرار چشتی ہیں آج کل نیشنل کالج آف آرٹس میں بطور استاد خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ کلاسیکل انداز میں نعت پڑھنے میں مہارت حاصل ہے۔

محمد اعظم چشتی مرحوم کے شاگردوں کا حلقہ پاکستان کے طول و عرض ہی نہیں بلکہ دنیا بھر میں پھیلا ہوا ہے ان کے بیشتر شاگرد ان کے انداز اپنائے ہوئے ہیں جبکہ یہ بات کسی اور استاد کے شاگردوں کے حصے میں نہیں آئی۔ جتنا بہتر اور معیاری کلام استاد کے رنگ و آہنگ میں ان کے شاگرد محافل نعت میں پڑھتے ہیں اور کسی حلقہ کے شاگردان و نعت خوان نہیں پڑھتے۔ محمد اعظم چشتی مرحوم کے حلقہ تلامذہ کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ محافل نعت میں جو کچھ پیش کرتے ہیں زبانی یاد ہوتا ہے کبھی کسی کاپی یا کتاب و بیاض کو دیکھ کر نہیں پڑھتے۔

نور محمد جرال جدہ (سعودی عرب) میں ایک کارخانہ کے مالک ہیں محمد علی ظہوری کے شاگرد ہیں مگر انداز منفرد اور جداگانہ ہے۔ گلا آواز کی تمام تر لطافتوں سے بھرپور ہے۔ خود بہت خوبصورت شعر کہتے ہیں۔ عظیم نعت خوان قاری زبید رسول مرحوم کا ہو بہو نقشہ ہیں۔ آواز میں وہی کیفیت پائی جاتی ہے۔ آج کل جدہ ریڈیو سے ان کی نعتیں نشر ہو رہی ہیں۔ گزشتہ پانچ برس سے جدہ میں ان کے "رحمت کدہ" پر نعتیہ مشاعرہ کا انعقاد اور سعودی عرب کے مختلف شہروں سے اس نعتیہ مشاعرہ میں نعت گو شعراء کی شرکت فروغ نعت کی بہت بڑی کاوش ہے۔ نعت گوئی میں انہیں پروفیسر حفیظ تائب صاحب کی تربیت و سرپرستی کا شرف بھی حاصل ہے۔ ان کی نعتوں کا مجموعہ طباعت کے آخری مراحل میں ہے ان کے دو چھوٹے بھائی ڈاکٹر طارق جرال اور ڈاکٹر جمیل جرال گوجرانوالہ میں صف اول کے نعت خوانوں میں شمار

Marfat.com

ہوتے ہیں۔

محمد شہزاد ناگی نو عمر، شکیل، خوبرو، خوش گلو، پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن اور پاکستان ٹیلی ویژن لاہور سنٹر کا اے کلاس (A Class) نعت خوان ہے۔ نعت پڑھنے کا انداز اچھوتا ہے۔آواز کے استعمال میں موسیقیت نمایاں نظر آتی ہے۔ عوام و خواص ہر دو حلقوں میں یکساں مقبول ہے۔ محمود الحسن صدیقی، محمد مبشر، محمد زاہد اور وسیم ناگی ایسے شاگرد ہیں جو شائقین نعت کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور قلوب واذہان کا سکون بن گئے ہیں۔

محمد اقبال باہو، نیشنل بینک آف پاکستان میں اہم عہدہ پر فائز ہیں۔ابیات سلطان العارفین حضرت سلطان باہو پڑھنے میں ثانی نہیں رکھتے اور اسی نسبت سے بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں۔ علاوہ ازیں حضرت بابا فرید الدینؒ شکر گنج، حضرت میاں محمد بخشؒ اور حضرت پیر سید وارث شاہ صاحب کا کلام پڑھنے کا بھی خوب ملکہ رکھتے ہیں وہ نعت شریف اکثر پروفیسر حفیظ تائب صاحب کی پڑھتے ہیں۔ موسیقی سے مکمل طور پر آگاہی ہے۔آواز میں مٹھاس، لطافت اور سوز و گداز جیسی نعمتیں وافر موجود ہیں۔ نعت شریف پڑھنے کا انداز اتنا دل آویز ہے کہ سامعین کے دل میں اترتا چلا جاتا ہے۔

پروفیسر فیض رسول فیضان کا تعلق گوجرانوالہ سے ہے۔ یہ نوجوان بھی آواز کے نشیب و فراز سے پوری طرح آشنا ہے۔ چھوٹے آواز میں بڑا کام کرنے کا عادی ہے۔ پروفیسر حفیظ تائب صاحب کی راہنمائی میں شاعری کی پرپیچ راہیں طے کر رہا ہے۔ اکثر اپنی اور اپنے استاد محترم کی نعتیں سناتا ہے۔

کریم بخش زرگر کے شاگردوں میں حاجی غلام قادر زرگر مرحوم نے خاصی شہرت حاصل کی تھی معراج النبی کے جلوس لاہور کے بانی تھے۔ ان کے شاگردوں میں صوفی اللہ دین مجددی اور حاجی محمد اقبال شیرازی اچھے نعت خوانوں میں شمار ہوئے تھے۔ صوفی اللہ دین مجددی مرحوم ہندو گھرانے میں پیدا ہوئے۔ مشرف بہ اسلام ہو کر کم و بیش اسی (80) برس مسلسل نعت خوانی کی۔ حاجی محمد اقبال بقید حیات ہیں اور نعت خوانی جاری ہے۔

حاجی غلام محی الدین قادری ٹولی کی صورت میں ساتھیوں کے ساتھ مل کر نعت خوانی کرتے تھے ایک ایک کر کے ساتھیوں کا انتقال ہوتا گیا اور بیٹے ساتھی بنتے چلے گئے تادم آخر بیٹوں کی ہمنوائی میں دربار حضرت داتا گنج بخش میں ثناء خوانی کرتے رہے۔ دربار حضرت

Marfat.com

داتا گنج بخش کی جملہ تقریبات میں آپ کو پڑھنے کا موقع دیا جاتا تھا۔ ان کے شاگردوں میں محمد افضل مع برادران (افضل پارٹی) اور عبدالمجید چشتی (گمٹی بازار والے) شامل ہیں۔ محمد افضل نے افضل پارٹی کے نام سے الگ پارٹی بنائی ہے۔ عبدالمجید چشتی زیادہ تر عارفانہ کلام پڑھتے ہیں۔ سلطان باہو فضل شاہ نواں کوٹی لاہوری میاں محمد بخش کھڑی شریف، وارث شاہ اور حضرت مولانا غلام رسول عالپوری کا کلام پڑھنے میں خاصی مہارت رکھتے ہیں۔

خلیفہ غلام الدین مرحوم بہت اچھے سلجھے ہوئے نعت خوان تھے گڑھی شاہو لاہور میں شیخ فضل حسین مرحوم اور خلیفہ غلام الدین مرحوم ہر دو حضرات کی وجہ سے نعت خوانی کو بڑا فروغ ہوا ان کے شاگردوں میں جان محمد جانی (گڑھی شاہو) اور بابا محمد انور قادری (باغبان پورہ) نے بڑا نام پایا ہے۔

جان محمد جانی کے شاگردوں میں محمد افضل، جیون علی خان، صوفی محمد اصغر عنایت کوٹ گکھڑ اور حافظ اللہ بخش اچھے نعت خوان شمار کیے جاتے ہیں۔ بابا محمد انور قادری مرحوم کے شاگرداں میں چوہدری محمد ابراہیم مرحوم حافظ محمد یاسین زرگر مرحوم، صوفی محمد بشیر اور محمد افضل بھٹی نے بھی نعت خوانی میں شہرت حاصل کی۔

سرفراز خان پپا مرحوم دربار حضرت شاہ محمد غوث لاہور کے سجادہ نشین آغا صاحب کی محافل ذکر میں نعت خوانی کرتے تھے۔ آغا صاحب کے وصال کے بعد حافظ محمد امین اویسی کے ہاں فاروق گنج میں محافل نعت کی رونقیں دوبالا کرنے لگے۔ فاروق گنج سے حافظ صاحب چوک یتیم خانہ منتقل ہو گئے تو سرفراز خان پپا ان کے ساتھ ہی یتیم خانہ نقل مکانی کر گئے۔ یہاں تک کہ آخری آرامگاہ بھی حافظ صاحب کے مزار مقدس کے قریب ہی بنی ہوئی ہے۔ ان کے شاگردوں میں میاں عبدالرشید گجراتی مرحوم بشیر قادری اور عبدالرشید خان قابل ذکر نعت خواں ہیں۔ میاں عبدالرشید قادری گجراتی مرحوم تو پاکستان کے طول و عرض میں مقبول ترین نعت خواں تھے۔ اتنی خوبصورت آواز شاید ہی کسی نعت خوان کو نصیب ہوئی ہو۔

خلیفہ جان محمد بٹ کے شاگردوں میں مولوی محمد حسین امرتسری (ملاں حسین) معروف نعت خوان ہیں۔ صوفی اللہ دتہ مرحوم (نارووال) کے شاگروں میں خوشی محمد (مرحوم) اور ان کے برادر خورد ڈاکٹر قاری محمد یونس (اسلام آباد) نعت خوان حضرات میں

Marfat.com

منفرد مقام کے حامل ہیں۔ محمد یونس سائیکلوں والے ریڈیو پاکستان لاہور کے بہترین غزل اور کافی گانے والوں میں شمار ہوتے تھے۔ علاوہ ازیں نعت خوانی میں بھی ارفع مقام تھا۔

سید محمد ریاض الدین ریاض سہروردی فارسی، اردو اور پنجابی کے صاحب دیوان شاعر اور ممتاز نعت خوان ہیں۔ ان کے شاگردوں میں سید شریف الدین نیر اردو اور پنجابی کے بہت اچھے شاعر ہیں۔ نعت پڑھنے میں اپنی مثال آپ ہیں۔ موسیقی کے اسرار سے باخبر ہیں۔ عبدالرشید چشتی بھی اردو اور پنجابی میں نعت گوئی کی مشق کر رہے ہیں۔ بہت اچھے نعت خوان ہیں۔ سید فصیح الدین اور محمد اشرف سہروردی بھی خوب نعت پڑھتے ہیں۔ ان کے علاوہ خالد نقشبندی کراچی والے بھی ریاض سہروردی کے ہونہار شاگرد ہیں۔ نعت گوئی اور نعت خوانی دونوں میں طبع آزمائی کرتے ہیں۔

شیخ القراء حاجی قاری محمد طفیل امرتسری بے مثال قاری ہونے کے ساتھ ساتھ بے ہمتا نعت خوان بھی تھے۔ امرتسر میں حضرت علامہ مولانا عنایت اللہ صاحب (سانگلہ ہل) کے محبوب نعت خوان عبدالغنی بٹ تھے۔ تقسیم ملک کے وقت امرتسر سے نقل مکانی کر کے فیصل آباد میں آباد ہو گئے تھے۔ معیاری کلام پڑھتے تھے آواز کے زیر و بم سے آگاہ تھے۔

مرکزی مجلس رضا لاہور کے بانی حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری صاحب نے فرمایا کہ ایک مرتبہ محمد علی فریدی قوال مرحوم میرے مطب میں آئے اور کہا کہ مدت ہوئی ہے حافظ عطا محمد قوال کو ساتھ لے کر اعلیٰ حضرت پیر سید مہرؒ علی شاہ صاحب تاجدار گولڑہ شریف کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ حافظ عطا محمد نے نعت سنائی۔ نعت سن کر خوش ہوئے اور فرمایا اچھا نعت خوان ہے۔ چنانچہ حافظ عطا محمد تادم آخریں محافل نعت میں شریک ہوتے رہے۔ انتہائی خوبصورت انداز میں نعت شریف پڑھتے۔ اکثر محافل میں انہیں درود تاج سنانے کی فرمائش کی جاتی جب حافظ عطا محمد "درود تاج" پڑھتے تو سامعین جھوم جھوم جاتے۔

محمد یاسین بٹ رفوگر، محمد رشید بٹ مرحوم، سید حامد علی شاہ مرحوم، سید منظور حسین شاہ، محمد شریف غازی مرحوم اور حاجی غلام قادر مرحوم بھی امرتسر کے عظیم نعت خوانوں میں شمار ہوتے تھے۔ محمد رَشی بٹ مرحوم پاکستان بننے کے بعد لاہور میں قیام پذیر رہے۔ بارہ برس قبل اسلام آباد منتقل ہو گئے اور وہیں جان، جان آفریں کے سپرد کی۔ ان

Marfat.com

کے صاحبزادوں میں مظفر علی کاشمیری اور لیاقت علی کاشمیری بہت اچھے مداحان رسول ﷺ ہیں۔

محمد شریف غازی مرحوم اور سید منظور حسین نے مل کر "بزم صادق" تشکیل دی یہ بزم مدتوں شائقین نعت کے لئے نعتوں کے گلاب پیش کرتی رہی۔ حاجی غلام قادر بہت وجیہہ انسان تھے۔ سر پر جوگیا رنگ کی دستار سفید ریش سادہ لباس زیب تن ہوتا تھا۔ امرتسر سے گوجرانوالہ منتقل ہو گئے تھے۔ ہر جمعرات داتا دربار میں پچھلی رات نعت خوانی کیا کرتے تھے۔

موضع ٹرپئی ضلع سیالکوٹ کے طوطی ہند بابا محمد علی مرحوم مداح رسول ﷺ مرید حضرت ثانی علی پوری نعت خوانی میں خود لا ثانی تھے آواز میں عجیب درد تھا جہاں نعت پڑھتے اہل درد کو رلاتے اور تڑپاتے۔

ملتان شہر میں صوفی محمد علی ملتانی مرحوم بے مثال مداح ممدوح خالق و مخلوق تھے باریک آواز میں عجیب درد و سوز کشش بے پناہ کلام ازبر، ان کے شاگردوں میں محمد فاضل (چھری) اور صوفی محمد کرم چشتی قابل ذکر ہیں یہ حضرات بہت اچھی نعت پڑھتے تھے۔ محمد فاضل (چھری) کو بہت شاعروں کا کلام یاد تھا اور خواجہ محمد معصومؒ سجادہ نشین دربار عالیہ موہری شریف کھاریاں کے منفرد نعت خوان تھے۔ صوفی محمد کرم چشتی خود بھی شعر کہتے تھے۔ کرم تخلص تھا۔

مستری علی محمد جالندھری مرحوم بڑھاپے میں بھی نوجوانوں سے اچھے معلوم ہوتے تھے۔ آواز بڑی بارعب، تیکھی اور سریلی تھی، پاکستان بننے کے بعد گوجرانوالہ پسند آیا اور یہیں مستقل سکونت اختیار کی۔

میاں امام دین شرقپور شریف میں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے پسندیدہ نعت خوان تھے۔ اگرچہ ناخواندہ تھے مگر اساتذہ کا کلام اس قدر یاد تھا کہ برصغیر میں اس وقت کے پڑھے لکھے نعت خوانوں میں ان کی مثال نہ ملتی تھی۔ کسی زمانے میں درگاہ حضرت میاں میر بالا پیرؒ میں میاں امام دین اور اکبر وارثی میرٹھی کے درمیان نعت خوانی کا مقابلہ ہوا سارا لاہور شہر امڈ آیا۔ صبح چار بجے تک نعت خوانی ہوتی رہی۔ آخر منصفین نے فیصلہ دیا کہ میاں امام دین جیت گئے ہیں۔ یہ روایت حاجی فضل احمد مونگا صاحب نے ایک

Marfat.com

مجلس میں بیان کی تھی میاں امام دین کے چہلم میں لاہور شہر سے نعت خوانوں کی ایک جماعت باباغلام قادر زرگر نعت خوان کی قیادت میں شریک ہوئی۔ شر قپور شریف میں جلوس نکالا گیا۔ ممتاز و محترم نعت خوان محمد یونس سہار نپوری اور خورشید قصاب بھی اس جلوس اور تقریب چہلم میں شامل تھے۔ غلام محمد کنی باف کٹاریہ اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ کے مقبول ترین نعت خوان تھے۔ ان سے میاں شیر محمد صاحب کو اس قدر پیار تھا کہ ایک دفعہ غلام محمد کنی باف مداح رسول ﷺ صبح کے وقت حضرت میاں شیر محمد شر قپوری کو ملے۔ حضرت میاں صاحب نے دریافت فرمایا غلام محمد کہاں جا رہے ہو؟ عرض کی حضور میں ابھی آیا۔ حضرت میاں صاحب کو کھڑے کھڑے صبح سے ظہر کا وقت ہو گیا غلام محمد کا انتظار کرتے رہے۔ اچانک غلام محمد صاحب کا ادھر سے دوبارہ گزر ہوا دیکھا کہ حضرت میاں صاحب کھڑے ہیں عرض کی آپ یہاں کھڑے ہیں کیا بات ہے؟ حضرت میاں صاحب نے فرمایا کہ میں تو صبح سے یہاں آپ کے انتظار میں کھڑا ہوں آپ نے کہا تھا میں ابھی آیا اس واقعہ سے یہ بات بخوبی واضح ہوتی ہے کہ حضرت میاں صاحب کے نزدیک اس نعت خوان کی قدر و قیمت کیا تھی۔

میاں غلام حسین چوہان مرحوم و مغفور اپنے وقت کے معروف نعت خوان تھے گوجرانوالہ میں میاں اللہ بخش چوہان کے ہاں پیدا ہوئے 1940ء میں نقل مکانی کر کے شر قپور شہر بایزید زماں اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد صاحبؒ میں سکونت پذیر ہو گئے۔ یہاں میلاد النبی ﷺ کی محافل کا انعقاد کثرت سے ہوتا تھا اور لوگ ان محافل میں دیوانہ وار شریک ہوتے تھے۔ میاں غلام حسین مرحوم مولانا حاجی راقب قصوری اور ممتاز گنگوہی کی فارسی، پوربی، اردو اور پنجابی نعتیں اپنی پر سوز آواز میں پڑھتے تو محافل جھوم جھوم جاتیں۔ شر قپور میں ٹاہلی والی مسجد ایسی محافل کا محور و مرکز تھی علاوہ ازیں شر قپور میں اہل محبت کے گھروں میں محافل نعت سجتیں۔ ان میں حاجی محمد اشرف کٹاریہ عرف بلا حاجی محمد حسین حاجی محمد عاشق اور اعلیٰ حضرت میاں شیر محمد اور قبلہ عالم حضرت ثانی لاثانی میاں غلام اللہ کے معتقد خاص الحاج فضل الٰہی مونگا مرحوم و مغفور قابل ذکر ہیں۔ میاں غلام حسین چوہان کے الحاج فضل الٰہی مونگا کے ساتھ خاندانی مراسم تھے۔ حاجی فضل الٰہی مونگا کے صاحبزادے الحاج فضل احمد مونگا شر قپور شریف میں ہر ماہ چاند کی تیرہ تاریخ کو عظیم الشان محفل نعت کا انعقاد کرتے

Marfat.com

ہیں۔ ربیع الآخر کی تیسری جمعرات کو سالانہ عظیم الشان محفل نعت بسلسلہ "بڑی گیارہویں شریف" منعقد ہوتی ہے۔ جس میں شرقپور شریف کے مقامی نعت خوان حضرات جناب محمد رمضان، جناب غلام قادر اور جناب محمد جمیل کے علاوہ مملکت خداداد پاکستان کے کونے کونے سے جید علماء کرام، قراء حضرات اور مداحان سرکار ﷺ شریک ہوتے ہیں۔

الحاج بشیر حسین ناظم صاحب ایم اے پنجابی، ایم اے اردو، ایم اے فارسی، ایم اے اسلامیات، درس نظامی تمغہ حسن کارکردگی میاں غلام حسین چوہان کے فرزند ارجمند ہیں۔ نعت خوانی انہیں ورثہ میں میسر آئی ہے۔ وزارت مذہبی امور اسلام آباد میں بطور ڈپٹی ڈائریکٹر جنرل سالہا سال خدمات سرانجام دینے کے بعد آج کل ریٹائرمنٹ کی زندگی گزار رہے ہیں۔ بچپن ہی سے والد مرحوم کے ساتھ شرقپور شریف کی محافل میں نعت خوانی کا آغاز کیا۔ حضرت میاں غلام اللہ ثانی رحمتہ اللہ علیہ کی قربت میسر آگئی دعائیں رنگ لائیں۔ پورے عالم اسلام میں عظیم نعت گو اور نعت خوان کی حیثیت سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔ عربی، فارسی، پنجابی، انگریزی، پوٹھوہاری، سرائیکی اور دیگر کئی علاقائی زبانوں میں نعت نگاری کا شرف حاصل ہے۔ پروفیسر حفیظ تائب صاحب کے حلقہ تلامذہ میں سرفہرست ہیں۔ نعت خواں حلقوں میں اتنا پڑھا لکھا مداح رسول پاکستان بھر میں شائد ہی کوئی دوسرا ہو اپنے والد مرحوم کی طرح الحاج فضل احمد مونگا صاحب کی سالانہ محفل نعت (منعقدہ ربیع الاخر) میں شریک ہوتے ہیں۔ حکومت پاکستان سے تمغہ حسن کارکردگی حاصل کر چکے ہیں۔ فارسی میں "ماہیا" اور "جگنی" لکھ کر حکومت ایران سے بھی تمغہ لے چکے ہیں۔ ایران ریڈیو سے ان کا "ماہیا" نشر ہو چکا ہے۔ کئی اساتذہ کا کلام ازبر ہے۔

ایں سعادت بزور بازو نیست
تانہ بخشد خدائے بخشندہ

حاجی محمد ابراہیم زرگر نہایت خوش طبع تھے۔ آواز دلکش و دل آرا تھی۔ شرقپور شریف میں نئی نسل کے استاد تھے۔ عید میلاد النبی ﷺ کے جلوس اور گیارہویں شریف کے جلوس میں نعت خوانی کرتے اور نعت خوانوں کی قیادت کرتے تھے۔ محمد سلیم ملک برادران، یہ دونوں بھائی نہایت خوش اخلاق، مودب، پڑھے لکھے نعت خوان تھے، کسی زمانے میں ان کا طوطی بولتا تھا۔ حضرت قبلہ ثانی لاثانی اکثر ان سے نعتیں سنا کرتے تھے۔ ان

Marfat.com

کے والدین کا مسلک اگرچہ مختلف تھا۔ مگر انہوں نے نعت خوانی میں خوب نام کمایا، بعد میں ایک بھائی لاہور شہر منتقل ہو گیا اور دوسرے بھائی جناب ممتاز حسین سول جج کے عہدہ پر فائز ہوئے اور حال ہی میں سیشن جج کے عہدہ سے ریٹائرڈ ہوئے ہیں۔

شیخ محمد رشید کے والد کا نام ماسٹر محمد دین تھا۔ یہ محکمہ تعلیم میں افسر تھے۔ نعت پڑھنے اور لکھنے کا شوق تھا۔ میاں غلام حسین چوہان کے محلے دار تھے اس لئے ان کی شاگردی کا شرف حاصل تھا آواز خوب صورت تھی۔ ان کے ہاں بھی محفل نعت کا انعقاد ہوا کرتا تھا۔ ان کے شاگردوں میں حاجی محمد سلام، حاجی غلام نبی اور حاجی عبدالرشید شامل تھے، خوشی محمد شاہ بھی میاں غلام حسین چوہان کے شاگرد تھے، نعت خوانی میں اپنا جواب نہیں رکھتے تھے "صوت وسطیٰ" کے مالک تھے۔ یعنی آواز نہ زیادہ بلند تھی، نہ پست، یہ حضرت بیدمؒ وارثی اور حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی کی نعتیں پڑھا کرتے تھے۔ شرقپور شریف میں حضرت علی حیدرؓ کرار اور سرکار بغداد حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے مناقب مصنفہ حضرت بیدم وارثی انہوں نے ہی متعارف کرائے بابا نوردین مونگا حجروی بابا امام دین کے ساتھ تھے۔ نعت گوئی میں مولانا محمد بخش مسلم مرحوم کے استاد تھے۔ احمد علی قائد شرقپوری کے رشتہ میں نانا تھے۔ پیر طریقت شیخ محمد عمر مونگا قادری بہت اچھے قاری قرآن تھے۔ نعت پڑھنے میں یکتا تھے۔ کچھ عرصہ کویت میں امامت کے فرائض بھی سرانجام دیتے رہے۔ شیخ امام دین (سرمہ) استاد حاجی محمد ابراہی زرگر، حاجی شیخ غلام نبی اور شیخ محمد اسلام، ٹولی کی صورت میں نعت خوانی کرتے تھے۔ شرقپور شریف میں جو نعت خوان حضرات عصر حاضر میں محافل نعت کی زیب وزینت ہیں ان میں جناب محمد رمضان، غلام قادر، محمد جمیل اور شبیر گوندل سرفہرست ہیں۔

غلام حسن پشاور شہر کے مصروف نعت خوان ہیں۔ صوتی زیروبم سے آشنا ہیں۔ عبدالستار نیازی کا زیادہ کلام پڑھتے ہیں۔ صاحبزادہ سید منظور الکونین پاکستان آرڈیننس واہ فیکٹری میں اعلیٰ عہدہ پر فائز ہیں۔ اساتذہ کا کلام پڑھتے ہیں۔ موسیقی کی تعلیم استاد نیاز حسین شامی مرحوم سے حاصل کی تھی۔ اسلام آباد ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نعت پڑھتے ہیں۔

منصور تابش ریڈیو پاکستان کے ایک بااختیار افسر تھے۔ آج کل ریٹائر زندگی گزار رہے ہیں۔ سابق صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق کے منظور نظر نعت خوان تھے وہ ان سے۔

Marfat.com

"یہ سب تمہارا کرم ہے آقا کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے"

باربار سنتے اور خوش ہوتے۔

سرزمین گجرات نے جہاں اور بڑے بڑے لوگوں کو جنم دیا وہاں نعت خوانی کے میدان میں بھی یکتا لوگ پیدا کئے۔ محمد یوسف چشتی نوعمری سے ہی مقبول نعت خوان ہیں۔ پہلے یہ طوطی ہند بابا محمد علی ٹرئپی کے شاگرد ہوئے ان کی وفات کے بعد محمد اعظم چشتی مرحوم سے استفادہ کرتے رہے۔ حاجی نواب دین مرحوم کی آواز بڑھاپے میں بھی جوانوں سے بہت بہتر تھی۔ عبدالحمید بٹ مرحوم جوانی میں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ یہ شخص جتنا حسین و جمیل اور کڑیل جوان تھا اس سے کہیں زیادہ اس کا فن خوبصورت تھا۔ آج کل حافظ محمد صدیق، نسیم احمد چشتی، غلام حسین، یاسر حسین اور سید افتخار گجرات شہر کی محافل کی رونق ہیں۔

محمد اقبال چشتی، گلزار نوشاہی، محمد یوسف نقشبندی، طارق ماجد، اصغر علی اور قاری محبوب سلیم گوجرانوالہ کے معروف نعت خوان ہیں۔ کامونکی کے منڈی میں صوفی نذیر اور غلام محمد برادران سن رسیدہ نعت خوان ہیں۔ مرید کے منڈی میں غلام محمد قریشی بہت اچھے نعت خوان تھے بہت سا نعتیہ کلام زبانی یاد تھا۔ ان کے شاگرد رشید محمود قادری بڑی شہرت کے مالک ہیں۔ ریڈیو اور ٹیلی ویژن سے نعت خوانی کے علاوہ لوک گیت اور عارفانہ کلام بھی پیش کیا کرتے تھے۔

نارووال میں گل محمد اور مسکین قادری علاقائی طور پر بہت بڑے نعت خوان شمار کئے جاتے ہیں۔ گل محمد کو کثرت سے پرانے بزرگوں کا کلام یاد ہے جبکہ مسکین قادری صائم چشتی فیصل آبادی کا کلام زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اختر حسین شکر گڑھی عبدالستار نیازی کے شاگرد ہیں اور انہی کا کلام پڑھتے ہیں۔ آواز پر کشش ہے۔ سائیں فقیر حسین مستانہ کئی برس قبل گجرات سے ہجرت کر کے سیالکوٹ آکر سیالکوٹی ہو گئے ہیں۔ ہر لحاظ سے اتنا اچھا نعت خوان ہے اس کی جتنی تعریف کی جائے کم ہے۔

قصور شہر میں شیخ افتخار احمد جماعتی، محمد صابر حسین صابر، حاجی محمد دین جماعتی، حاجی رنگ الٰہی (رنگا حاجی) رنگ علی (رنگا) اور اسلم اویسی نعت خوانی کے حوالے سے نامی شخصیات ہیں۔ شیخ افتخار احمد جماعتی قائد اعظم محمد علی جناح کی معیت میں مسلم لیگ کے

Marfat.com

اجلاس میں نعت خوانی کرتے۔ علاوہ ازیں تحریک پاکستان کے جلسوں میں ایک نظم

"پاکستان میری شمع، میں ہوں اس کا پروانہ"

کے حوالے سے خوب مشہور ہوئے۔ یہاں تک کہ ان کا نام قائداعظم محمد علیؒ جناح نے مسٹر "پروانہ" رکھ دیا تھا اور پوچھتے مسٹر "پروانہ" کدھر ہے؟

محمد علی ظہوری اردو اور پنجابی کے شاعر ہیں۔ نعت خوانی اور نعت گوئی میں خوب نام کمایا ہے۔ شاگردوں میں قاری زبید رسول مرحوم، اختر قریشی، سلیم صابری چیچہ وطنی، امین قصوری، قاری افضال انجم، سرور نقشبندی اور محمد افضل نوشاہی شامل ہیں۔ ظہوری صاحب کے نام کی وجہ سے شاگردوں کا نام نہیں۔ بلکہ ظہوری صاحب کے جملہ شاگرد قابل ستائش ہیں۔ ان کا نعتیہ کلام کئی انداز میں چھپ چکا ہے۔

ماڈل ٹاؤن لاہور میں نواب مشتاق احمد خان صاحب سابق سفیر ریاست حیدر آباد دکن کے ہاں ایک عرصہ سے ربیع الاول شریف میں سالانہ محفل میلاد النبی ﷺ نہایت عقیدت واحترام سے منعقد ہوتی ہے۔ عبدالعزیز شرقی مرحوم ملتان سے شرکت کیلئے آتے تھے۔ کراچی سے عاشق رسول ﷺ بہزاد لکھنوی مرحوم ان کے شاگرد سکندر لکھنوی مرحوم لاہور سے راقم (محمد ثناء اللہ بٹ) محفل میں شمولیت کی سعادت سے مشرف ہوتے تھے راقم اب بھی اللہ کے فضل وکرم سے شامل ہوتا ہے اور یہ سلسلہ نواب صاحب کے خاندان میں کئی روز تک جاری رہتا۔ بہزاد لکھنوی مرحوم سفید ریش، لمبی لمبی سفید زلفیں، سفید گوراچٹا رنگ درد بھری آواز اور دھیما لہجہ، انداز بیان انتہائی مسحور کن، ہر آنکھ اشکبار دکھائی دیتی۔

کراچی شہر میں قمر الدین احمد انجم اور ادیب رائے پوری ہر دو حضرات نعت شریف بھی خوب پڑھتے ہیں۔ مگر نعت نگاری ان کی نعت خوانی سے آگے ہے۔ کئی کتابیں لکھیں جو مقبول ہوئیں۔ انکے علاوہ کلیم سرور، عبدالرؤف بھٹی، خورشید احمد اور یوسف میمن کراچی شہر کے اچھے نعت خوان ہیں۔ خالد نقشبندی بھی نعت خوانی کا ذوق رکھتے ہیں مگر ان کی نعت نگاری کو زیادہ مقبولیت حاصل ہے ان کی کتاب "قدم قدم سجدے" نعت خوانوں میں بڑی مقبول ہوئی۔ انہوں نے بہت عرصہ پہلے اپنے استاد سید محمد ریاض الدین سہروردی کے ساتھ مل کر "انجمن عندلیبان ریاض رسول" کی بنیاد ڈالی۔ پھر علیحدہ ہو کر اپنی تنظیم "حلقہ ذکر حبیب" کے نام سے تشکیل دی۔ ایک دو سال اس تنظیم کے زیر اہتمام

Marfat.com

محافل نعت بھی منعقد ہوئیں۔ اس کے بعد خدا جانے کیا ہوا۔

تاج الدین اوکاڑوی پورے پاکستان میں متعارف ہیں۔ موسیقی سے آگاہ ہیں۔ رمضان شکوری کا تعلق بھی اوکاڑہ سے ہے۔ نعت خوانی کا شوق انہیں لاہور سے آیا ہے۔ حافظ محمد طاہر عرف مجلی مرحوم کا شہر عزیز چیچہ وطنی تھا۔ بہت سریلے مداح تھے۔ ان کی نعت خوانی میں اکثر ذکر شہر حبیب ﷺ ہوتا۔ یا پھر پچھلی رات فراقیہ اشعار ان کا پسندیدہ موضوع تھا کئی بار حاضری حرمین شریفین سے مشرف ہوئے۔

حافظ محمد حسین (کسووال والے) جواں سال نعت خوان ہیں اکثر و بیشتر سامعین کو زیادہ اور خود کم نعت خوانی کرتے ہیں۔ آواز بڑی خوبصورت اور گداز ہے۔

خالد ہاشمی صاحب کا تعلق بہاولپور شہر سے ہے۔ کلام معیاری، آواز پختہ اور سریلی، تلفظ کی تصحیح ان کی نعت خوانی کے نمایاں اوصاف ہیں قاری منظور احمد خانپوری خالد نقشبندی کے شاگرد رشید ہیں۔ اب کتابت شروع کر دی ہے نعت بہت کم پڑھتے ہیں۔ یہ اتنا اچھا نعت خوان ہے کہ اس کا نعت شریف کم پڑھنا کئی ایک عشاق کیلئے تکلیف دہ امر ہے۔ منظور حسین ناظم صابری رحیم یار خان شہر میں رہتے ہیں۔ آواز اتنی بارعب ہے کہ سامعین بے اختیار داد دیتے ہیں۔ ظفر علی ظفر اڈہ مرید والا فیصل آباد میں آباد ہیں۔ آواز پر سوز ہے۔ کلام سادہ اور مختصر پڑھنے پر اکتفا کرتا ہے۔ خوب نام پایا ہے۔ ملک غلام محمد صاحب ڈیرا نواب صاحب کے رہنے والے ہیں۔ عمر رسیدہ نعت خوان ہیں۔ ملک عبدالمصطفیٰ سعیدی انہی کے فرزند ارجمند ہیں۔ نوجوان نعت خوان ہیں۔ مرکزی نعت کونسل لاہو پاکستان کے مقابلہ نعت خوانی میں اول پوزیشن حاصل کر کے عمرہ کا ٹکٹ حاصل کر چکے ہیں۔ عبدالستار نیازی فیصل آبادی اردو اور پنجابی کے معروف شاعر ہیں۔ ہندوستان اور پاکستان کی فلمی دھنوں پر نعت کہتے ہیں خاصی مہارت رکھتے ہیں اور نعت کے عوامی حلقوں پر بڑے مقبول و مطلوب ہیں۔

لاہور کے نذیر حسین نظامی صاحب نے نعت خوانی کی تربیت اپنے والد گرامی سے حاصل کی عوام و خواص ہر دو حلقوں سے اپنی نعت گوئی اور نعت خوانی کا لوہا منوایا۔ ان کے شاگردوں میں عبدالرحمٰن نظامی، رؤف معصومی، محمد دین چشتی، محمد اقبال چشتی گوجرانوالہ، نذیر سیالوی اسلام آباد رحمت علی شاہ (سعودی عرب) حافظ محمد صدیق (گجرات) نسیم احمد چشتی (گجرات) شامل ہیں۔

Marfat.com

صوفی عبداللطیف صابری اور حافظ محمد صادق صابری دونوں برادران محلہ قاضی خانہ، اندرون موچی گیٹ لاہور میں کسی زمانہ میں رہائش پذیر تھے۔ دونوں بھائی جب مل کر حضرت مولانا جامی امیر خسرو اور بیدم وارثی کا کلام پیش کرتے تھے تو وجد و حال کی کیفیت طاری ہو جاتی تھی۔ دونوں بھائی اللہ کے فضل و کرم سے بقید حیات ہیں۔

آج کل محبوب ہمدانی، مرغوب ہمدانی، سرور نقشبندی، قاری غلام رسول (انسپکٹر انکم ٹیکس) محمد امین قصوری، محمد انور بٹ حاجی محمد بشیر نقشبندی، عبدالحمید ضیائی قادری، محمد بشیر موہڑوی، بابا غلام محمد، سید اوصاف علی شاہ، صوفی اللہ دتہ شیدائی، قاری محمد اشرف، ارشد قادری، قاری مزمل اشرف، مستقیم شاہ گیلانی، سجاد حسین، محمد سرور جماعتی اور مدثر بٹ لاہور شہر کی محافل نعت کی جان ہیں اور حدیقہ رسول کے عنادل ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Marfat.com

امام احمد رضا اور

علمائے ڈیرہ غازی خان

پروفیسر ڈاکٹر مجید اللہ قادری (استاذ، شعبہ ارضیات جامعہ کراچی

ڈیرہ غازی خاں ایک قدیم ریاست ہے جو غالباً چوتھی / پانچویں صدی ہجری میں قائم ہوئی تھی اس ریاست کے والی میرانی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے اور غازی خاں اول اور دوم کے نام سے مشہور ہوئے۔ ریاست میں پٹھان، بلوچ، اور راجپوت آباد تھے اور زیادہ تر غیر مسلم تھے۔ پانچویں صدی ہجری میں صوفیاء اور علماء نے اس علاقے کو اپنا مسکن بنایا اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کی آج ڈیرہ غازی خاں میں سینکڑوں صوفیاء و علماء مدفون ہیں اور بعض کی قبریں اور خانقاہیں آج بھی مرجع خلائق ہیں[1]۔ مثلاً درگاہ حضرت پیر عادل، حضرت سلطان سخی سرور، حضرت راجن بلند شاہ، حضرت شاہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت شیخ نور محمد نارووالا، حضرت پیر مٹھن شاہ درگاہ حضرت غلام فرید کوٹ مٹھن وغیرہ وغیرہ۔

ڈیرہ غازی خاں ڈویژن سے تعلق رکھنے والے اولیاء و صوفیاء کا ایک تذکرہ حال ہی میں جناب احمد بدر اخلاق صاحب نے مرتب کر کے شائع کیا ہے۔ اس کے چند اقتباس ملاحظہ کریں۔

''مظفر گڑھ، کوٹ ادو، ڈیرہ غازی خان، تونسہ شریف، راجن پور، کوٹ مٹھن، علی پور، سیت پور، جام پور اور اسکے گردونواح کے دیہات و قصبات کے آثار بہت قدیم ہیں۔ ان بستیوں کو پٹھانوں، بلوچوں اور راجپوتوں نے آباد کیا۔ علماء کرام اور صوفیاء عظام نے اس جگہ کو اپنا مسکن بنایا اور دین اسلام کی تبلیغ واشاعت کیلئے زندگیاں وقف کیں[2]۔''

آگے چل کر رقم طراز ہیں:

''سرزمین ڈیرہ غازی خاں سے تعلق رکھنے والے اولیاء و صلحاء کی تاریخ ڈیرہ غازی خاں ڈویژن سے زیادہ قدیم ہے۔ یہ ابتدائے اسلام سے ایسی برگزیدہ ہستیوں کا مسکن چلا آرہا

Marfat.com

ہے جنہوں نے نہ صرف اس خطے بلکہ پورے برصغیر میں اسلام کی حقانیت کا ڈنکا بجایا اور کفر و ضلالت کی فضا میں ایمان کا نور پھیلایا۔ صوفیاء ڈیرہ غازی خاں کے اکثر مزارات کی تاریخ میں تحقیق کے علاوہ سینہ بہ سینہ روایات کا کافی عمل دخل ہے[۳]۔"

احمد بدر اخلاق صاحب آگے چل کر صوفیا کے تذکرے میں ڈیرہ غازی خاں کی نام کی نسبت سے متعلق لکھتے ہیں:

"ڈیرہ غازی خاں ریاست کے والی کے نام پر منسوب ہے۔ غازی خاں اول کے زمانے میں یہاں اکثریت کافروں کی تھی۔ غازی خاں اول نے اوچ شریف میں پیدا ہونے والے بزرگ حضرت راجن بلند شاہ کو یہاں تبلیغ اسلام کرنے کی دعوت دی اور ساتھ ہی ریاست کا اعلیٰ منصب بھی عطا کیا۔ غازی خاں اول (۴۹۴۲) اس علاقے کے قدیم ترین بزرگ سید غیاث الدین المعروف پیر عادل (م ۶۴۷ھ) کا مرید تھا میں ہوا تھا۔ غازی خاں اول کا مقبرہ حضرت ملا شاہ قائد کے مزار کے احاطے میں ہے۔[۴]"

ڈیرہ غازی خاں سے تعلق رکھنے والے کئی علماء نے پچھلی صدی ہجری میں مختلف مسائل کے سلسلے میں موقعہ بہ موقعہ اس زمانے کے مرجع خلائق شیخ الاسلام والمسلمین، مفتی اعظم محدث کبیر، اور فقیہہ زمانہ امام احمد رضا خاں سنی حنفی قادری برکاتی محدث بریلوی سے استفادہ کیا۔ اس علاقے سے سب سے پہلا رابطہ، لگ بھگ ۱۳۲۰ھ میں شروع ہوا اور پھر امام احمد رضا بریلوی کے بعد ان کے صاجبزادگان مفتی حامد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی (م ۱۳۶۲ھ / ۱۹۴۳ء) اور مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں قادری برکاتی نوری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ / ۱۹۸۱ء) سے بھی جاری رہا۔ امام احمد رضا کی شان افتاد دیکھ کر یہاں کے علماء نے بھی بر ملا امام احمد رضا کو وقت کا مجدد دین وملت تسلیم کیا۔

حضرت مولانا قاضی غلام یٰسین علوی قادری[۵]

مولانا قاضی غلام یٰسین ڈیروی ابن حضرت علامہ عبدالرزاق ابن مولانا محمد ابن مولانا قاضی عبدالرحمٰن کا سلسلہ نسب سیدنا عباس علمدار تک پہنچتا ہوا حضرت سیدنا امیر المومنین علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم پر منتہا ہوتا ہے اسی نسبت سے آپ علوی لکھتے تھے۔ آپ کی پیدائش پنجاب کے ضلع قصور کے علاقے بہادر پور میں ۱۲۶۲ھ میں ہوئی تھی۔

Marfat.com

قاضی غلام یٰسین ڈیروی نے ابتدائی تعلیم سمیت، تفسیر، فقہ، میراث اور حدیث کی تعلیم کی تکمیل بھی اپنے والد ماجد سے کی۔ دورہ حدیث کے دوران قاضی صاحب کے ہم سبقوں میں مفتی نظام الدین، مفتی قمرالدین لاہوری اور مولانا صالح محمد بن غلام باہو بھی شامل تھے جب کہ آپ کے والد ماجد علامہ عبدالرزاق نے دورہ حدیث حضرت مولانا جان محمد لاہوری (م ۱۲۶۸ھ / ۱۸۵۱ء) سے مکمل کیا تھا۔ آپ کے والد ماجد علامہ عبدالرزاق کو خرقۂ خلافت حضرت شمس الدین گیلانی (م ۱۳۱۲ھ) ابن سید نوراللہ گیلانی سے حاصل تھا۔

قاضی یٰسین علوی کے پرداداحضرت مولانا عبدالرحمٰن (م ۱۲۹۸ھ) ڈیرہ غازی خاں کے اول قاضی مقرر ہوئے تھے جن کو اس وقت کے والی ریاست ڈیرہ غازی خاں نے موضع ''اعوان قاری'' سے بلاکر اپنے شہر کا قاضی مقرر کیا تھا۔ آپ سیدنا شیخ عبدالقادر گیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سلسلہ نسب کے ایک چشم و چراغ سیدنا نوراللہ شاہ گیلانی علیہ الرحمہ کے مرید خاص تھے جن سے آپ کو خرقہ خلافت بھی حاصل تھا۔ یہ بزرگ صرف آپ کو اپنے سلسلے میں داخل کرنے کیلئے افغانستان سے یہاں تشریف لائے تھے چنانچہ بیعت و خلافت سے نوازنے کے بعد واپس افغانستان چلے گئے۔

قاضی یٰسین علوی نے مروجہ تعلیم سے فراغت کے بعد اپنے آبائی ضلع قصور میں تدریسی زندگی کا آغاز کیا اس زمانے میں ڈیرہ غازی خاں کی ریاست میں آپ کے چچازاد بھائی مولانا قاضی محمد بن قاضی قطب الدین ڈیرہ غازی خاں میں منصب قضا پر فائز تھے۔ جب مولانا قاضی محمد کا انتقال ہو گیا تو ڈیرہ غازی خاں کے لوگ اصرار کر کے قاضی یٰسین علوی کو قصور سے ڈیرہ لے آئے اور منصب قضاء آپ کے سپرد کیا آپ نے یہاں تدریسی خدمت کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ ۱۹۰۷ء میں جب ڈیرہ غازی خاں کا پرانا شہر سیلاب کی نذر ہو گیا اور موجودہ شہر مغربی کنارے پر آباد ہوا تو آپ نے جدید شہر کے بلاک ۳ میں رہائش اختیار کی اور اس بلاک میں ایک مرکزی عید گاہ کی بنیاد بھی ڈالی اور اپنی ذاتی رقم سے ۱۰ مرلہ زمین خرید کر مرزائیوں کے عبادت خانے کے قریب مسجد اور درس گاہ تعمیر کروائی اور پھر مرزائیوں کا بھرپور فرمایا۔

حضرت قاضی غلام یٰسین قادری علوی کو سلسلہ قادریہ گیلانیہ میں سید فضل

Marfat.com

الدین گیلانی القادری (م ۱۳۳۶ھ / ۱۹۱۷ء) ابن سید کمال الدین گیلانی قادری (م ۱۲۹۷ھ) مدفون ڈیرہ غازی خاں ابن سید نور اللہ شاہ گیلانی قادری (م ۱۲۱۶ھ) سے خلافت و اجازت حاصل تھی۔ قاضی صاحب نے میاں سجاول کو خرقہ خلافت عطا کیا۔

قاضی غلام یٰسین صاحب نے دو شادیاں کی تھیں۔ پہلی بیوی سے کوئی اولاد نہیں ہوئی جب کہ دوسری بیوی سے تین صاجبزادے تولد ہوئے قاضی عبید اللہ، قاضی عبدالرحمٰن اور قاضی احمد اللہ۔ آپ کے ایک پوتے مولوی حکیم شمس الدین علوی ابن قاضی عبید اللہ ابھی حیات ہیں اور ڈیرہ غازی خاں میں ہی مقیم ہیں۔ یہ تمام کوائف خلیل احمد رانا اور محترم شہزاد احمد کی وساطت سے ہم تک پہنچے۔

قاضی صاحب کا ۴ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ میں ۸۰ سال کی عمر شریف میں وصال ہوا اور آپ کو ملا قائد شاہ کے احاطہ میں سپرد خاک کیا گیا۔ آپ نے قلمی یادگار زیادہ نہیں چھوڑی چند کتابوں پر حواشی تحریر کیے تھے مگر افسوس کہ آپ کے ایک پوتے نے آپ کا پورا کتب خانہ فروخت کر دیا جس کے باعث حواشی بھی ضائع ہو گئے۔ چند حواشی حکیم شمس الدین علوی صاحب کے پاس محفوظ ہیں۔ آپ ہی کے پاس امام احمد رضا کا ایک دستی خط اور فتویٰ بھی موجود ہے۔ امام احمد رضا کے اس خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی خط و کتابت کافی عرصہ سے قائم تھی اب ملاحظہ کیجئے امام احمد رضا کے خط کی نقل جو آپ نے مولانا غلام یٰسین صاحب قادری علوی کو غالباً ۱۳۲۰ھ میں ہی لکھا تھا۔

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم"

نحمدہ ونصلے علی رسول الکریم

بملاحظہ مولانا المکرّم ذی المجد و الکرم مولوی قاضی غلام یٰسین صاحب زید مجدہم۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ!

لطف نامہ تشریف لایا، ممنون یادآوری فرمایا۔ مولانا! زمانہ غربت اسلام ہے

"بدا الاسلام غریباً وسیعود کمابدا فطوبی للغرباء"

غربت کیلئے کسمپرسی لازم ہے، سینوں میں عوام کی توجہ لہو ولعب وہزل کی طرف

Marfat.com

اور بد مذہب رافضی ہوں یا وہابی یا قادیانی یا آریہ یا نصاریٰ سب اپنے اپنے مذہب کی نصرت، حمایت واشاعت میں کمر بستہ ہیں، مال سے اعمال سے اقوال سے، سینوں کو کون پوچھتا ہے؟ وقت ہی شیوع ضلالت کا ہے، ان کو اگر کوئی آدھی بات کہے جامعہ سے باہر ہوں، ماں باپ کو گالی دے اس کے خون کے پیاسے ہوں اس وقت تہذیب بالائے طاق رہتی ہے، ساری تہذیب اللہ عزوجل اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل برتی جاتی ہے کہ ان کو منہ بھر کر گالیاں دینے والے لکھ لکھ کر چھاپنے والے جو چاہیں بکیں، ان بکنے والوں کا نام ذرا بے تعظیمی سے لیا اور نامہذب درشت گو کا خلعت عطا ہوا، یہ حالت ایمان ہے انا اللہ و انا الیہ راجعون ○

ایسوں کے نزدیک تو معاذ اللہ! قرآن عظیم بھی نامہذب ہے۔

ولا تطع کل حلاف مھین ○ھماز مشاء بنمیم ○مناع للخیر معتد اثیم ○ عتل بعد ذالک زنیم ○ (سورہ القلم ۱۰-۱۳)

یا ایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین واغلظ علیھم ○ (التوبہ-۱۲۳)

ودوالو تدھن فیدھنون ○ (القلم-۹)

ولا تاخذ کم بھما رافتہ فی دین اللہ ○ (النور-۲)

بات یہ ہے کہ اللہ ورسول کی عزت قلوب میں بہت کم ہو گئی ہے۔ ماں باپ کو برا کہنے سے دل کو درد پہنچتا ہے۔ تہذیب بالائے طاق رہتی ہے نہ اس وقت اخوت واتحاد کا سبق یاد ہے، اللہ ورسول پر جو گالیاں برستی ہیں ان سے دل پر میل بھی نہیں آتا، وہاں نیچری تہذیب آڑے آتی ہے۔ اللہ اسلام دے اور مسلمانوں کو توفیق خیر عطا فرمائے۔ وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون ○ (الشعراء-۲۲۷)

مہر انور جس کا ترجمہ ہے وہ فقہ اکبر نہیں ایک نامعتبر رسالہ مولوی صاحب مرحوم کو ہاتھ لگ گیا تھا، فقہ اکبر وہ ہے جس کی شرح ملا علی قاری و بحر العلوم وابو المنتہی وغیرہم نے کی۔

فقیر کی چار سو تصانیف میں سے شاید ابھی سو بھی طبع نہ ہوئیں، ان میں وہ بھی ہیں جو اس ضرورت کو باذنہ تعالیٰ پورا کرنے والی ہیں جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا طبع فتاوے کا

Marfat.com

سلسلہ بعونہ تعالیٰ پھر سے شروع ہوا ہے۔ وحسبنا اللہ و نعم الوکیل O

تار کی خبر پر افطار حرام محض ہے، افطار بالتحری، تحری غروب میں ہے نہ کہ تحری ہلال، یہاں تو یہ ارشاد ہے کہ صوموا الرویته وافطر والرویته اور صاف ارشاد ہے کہ "ان اللہ ھذاہ للرویته" آج تک تمام جہان میں کوئی اس کا قائل نہیں کہ نہ رویت ہو نہ شہادت، تحری کر کے عید کر لیں، "جاء واحد من خارج المصر" پر اس کا قیاس محض جہل ہے۔

اس رسالہ کے مصنف کون بزرگ ہیں؟ خیر کوئی بھی ہو مگر تار پر افطار کا حکم اختراع فی الدین ہے، مدت ہوئی کلکتہ میں ایک فتوے میرا اس بارہ میں طبع ہوا تھا ایک ہی نسخہ اس کا باقی ہے حاضر کرتا ہوں، رسید و خیریت سے مطلع فرمائیں۔ والسلام۔

فتویٰ اب رہا نہیں رسالہ جب طبع ہوا تو اس میں اسے بھی شامل فرمالیں اس میں اور جگہ کی مہریں بھی ہیں۔ (فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ)

امام احمد رضا خاں بریلوی کے خط میں کوئی تاریخ نہیں مل سکی جس کے باعث اس خط کی تاریخ کا تعین مشکل ہے مگر خط کا ایک حوالہ کہ امام احمد رضا کی تصانیف ۴۰۰ سے زیادہ ہو چکی تھی تاریخ کے تعین میں مددگار ثابت ہوا اور یہ تاریخ ۱۳۲۰ھ یا ۱۳۲۱ھ ہو سکتی ہے کیونکہ آپ خود (۱۳۲۰ھ) کے ایک فتوے میں تصانیف کی تعداد ۴۰۰ سو سے تجاوز لکھتے ہیں۔

امام احمد رضا نے اس خط کے ساتھ ساتھ قاضی غلام یاسین صاحب کو اپنا ایک شائع شدہ رسالہ جو ۱۳۰۵ھ میں تحریر ہوا تھا اس کی نقل بھی بھیجی تھی اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ قاضی صاحب نے رویت ہلال سے متعلق استفسار کیا ہو گا اور خط سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ قاضی صاحب نے ڈیرہ غازی خاں کے ایک عالم دین کا اس موضوع پر رسالہ بھی بھیجا تھا جس کا آپ نے رد فرمایا۔ جیسا کہ خط میں لکھا ہے۔

"اس رسالہ کے مصنف کون بزرگ ہیں؟ خیر کوئی بھی ہو مگر تار پر افطار کا حکم اختراع فی الدین ہے۔"

امام احمد رضا نے جو رسالہ اس خط کے ساتھ روانہ کیا اس کا نام تھا۔

ازکئی الاھلال بابطال ما احدث الناس فی امر الھلال (۱۳۰۵ھ)

Marfat.com

ترجمہ۔ رویت ہلال کے بارے میں لوگوں کی ایجاد کردہ خبر (تار و خط) کو باطل کرنے میں عمدہ بحث ہے۔

جو رسالہ قاضی صاحب نے بھجاوہ مولانا احمد بخش صادق ڈیروی کا عربی رسالہ "ہدیۃ الاعزہ والاشرف بجواز العمل بخبر التلغراف" تھا۔ اس وقت تک مولانا احمد بخش صادق کا امام احمد رضا سے کوئی تعارف نہ تھا اور حسن اتفاق سے غلام یٰسین صاحب کے نام امام احمد رضا کا یہ مکتوب ہی رابطہ کا ذریعہ بنا۔

مولانا احمد بخش صادق چشتی سلیمانی ڈیروی

مولانا احمد بخش بن مولانا دین محمد بن مولانا عطا اللہ بن مولانا حافظ محمد شفیع بن مولوی عبدالکریم بن مولوی عبداللہ کی ولادت ۱۲۶۲ھ میں شہر ڈیرہ غازی خاں میں ہوئی آپ کے مورث اعلیٰ مولانا عبداللہ صوبہ سرحد کے علاقے بنوں سے سلطان شہاب الدین کے عہد خلافت میں ڈیرہ غازی خاں کی ریاست میں تشریف لائے۔[6]

مولانا احمد بخش ڈیروی نے دینی تعلیم اپنے والد کے علاوہ اپنے نانا مولوی رحمت اللہ (مرید خاص حضرت خواجہ سلیمان تونسوی علیہ الرحمہ) سے حاصل کی اور ۱۴ سال کی عمر شریف میں علوم نقلیہ و عقلیہ سے فراغت پائی۔[7] تعلیم سے فراغت کے بعد ڈیرہ غازی خاں میں ایک مسجد نواب احمد یار خاں خاکوانی کے تعاون سے تعمیر کروائی اور اس میں مدرسہ "چشتیہ نظامیہ" قائم کیا۔ آپ طویل عرصہ تک اس مدرسہ میں خدمت انجام دیتے رہے۔ حضرت خواجہ محمود تونسوی (م ۱۳۴۸ھ / ۱۹۳۹ء) نے جب ۱۳-۱۹۱۲ء میں تونسہ شریف میں مدرسہ "سلیمانہ محمودیہ" قائم کیا تو مولانا احمد بخش صادق کی خدمات حاصل کیں اور آپ کو اس کا صدر مدرس بنایا۔[8] آپ بحیثیت صدر مدرس اس مدرسہ کی ۴ سال خدمت فرماتے رہے اور پھر واپس ڈیرہ غازی خاں تشریف لے آئے۔

مولانا احمد بخش تونسہ شریف کے سجادہ نشین خواجہ اللہ بخش تونسوی (م ۱۳۱۹ھ / ۱۹۰۱ء) ابن خواجہ گل محمد تونسوی ابن خواجہ محمد سلیمان تونسوی (م ۱۲۶۷ھ / ۱۸۵۰ء) سے بیعت تھے آپ صاحب قلم بزرگ تھے۔ آپ نے چند تصانیف

Marfat.com

عربی، فارسی اور اردو زبان میں یادگار چھوڑی ہیں جن میں چند طبع بھی ہوئی ہیں مثلاً

۱- ارضاالجود الکرم...... قصیدہ بزبان فارسی ۱۳۵۲ھ۔

۲- ہدیۃ الاغزہ والاشریف بجواز العمل بخبر التلغراف...... عربی زبان میں مطبوعہ۔

۳- مناسبہ وقت ۱۳۵۱ھ مطبوعہ۔

۴- نعتیہ قصیدہ زبان عربی غیر مطبوعہ۔

۵- رسائل رد وہابیہ۔

مولانا احمد بخش ڈیروی جب مدرسہ محمودیہ سے واپس اپنے شہر ڈیرہ غازی خاں آئے تو اپنے علاقے بلاک ۱۲ میں ایک عظیم الشان مسجد کی بنیاد رکھی اور اپنی تمام جائیداد فروخت کر کے اس مسجد کو پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ اس مسجد کی تعمیر میں خواجہ محمود تونسوی نے بھی بھرپور مدد فرمائی آج یہ مسجد شہر کی قدیم مساجد میں شمار ہوتی ہے۔ جو پہلے ان کے نام پر مولانا احمد بخش مسجد کہلاتی تھی اور اب یہ جماعت اسلامی کی تحویل میں ہونے کی وجہ سے ڈاکٹر نذیر احمد مسجد کہلاتی ہے۔ [۹]

مولانا احمد بخش کا وصال ۹۰ برس سے زیادہ کی عمر میں ۲ رجب المرجب ۱۳۶۷ھ بروز بدھ بمطابق ۱۳ جون ۱۹۴۵ء کو ہوا۔ مزار مبارک مولانا احمد بخش کی قائم کردہ مسجد کے احاطہ میں ہی ہے اور آپ کے مزار کے ساتھ آپ کے ایک بیٹے مولانا محمد شفیع (م ۱۹۸۶ء) کا مزار بھی ہے۔ مزار کی دیکھ بھال نہ ہونے کے باعث کتبہ پر مرقوم عبارت مٹ گئی ہے۔ آپ کا خاندان آج بھی بلاک ۱۲ میں مقیم ہے۔ [۱۰]

مولانا احمد بخش صادق ڈیروی کے حالات کے سلسلے میں جناب خلیل احمد رانا صاحب نے محترم جناب اسد نظامی کی دو صفحات پر مشتمل نقل احقر کو روانہ کی تھی۔ یہ تحریر دراصل اسد نظامی نے بروز جمعہ ۱۴۰۱ھ میں مولانا احمد بخش کے صاحبزادے مولانا محمد شفیع صاحب سے انٹرویو لینے کے بعد لکھی تھی۔ جناب مولانا محمد شفیع صاحب (م ۱۹۸۶ء) نے انٹرویو میں سینہ بہ سینہ روایت بیان کی کہ ان کے والد ماجد اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے تعلقات کس طرح قائم ہوئے آپ نے بتایا کہ۔

"والد ماجد نے تار و ٹیلی فون کی خبر پر روزہ رکھنا اور یکم شوال المکرم کو عید پڑھانے

Marfat.com

کے جواز میں بزبان عربی ایک مبسوط رسالہ لکھا اور اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی علیہ الرحمہ کی خدمت میں شائع شدہ کتاب ارسال کی تو جواب میں اعلیٰ حضرت نے نہ صرف اپنا قلمی فتویٰ ارسال کیا بلکہ فتاویٰ رضویہ جلد اول طبع اول بھی بھیجی جس میں تار و ٹیلی فون کی خبر کو غیر معتبر قرار دیا۔ اعلیٰ حضرت کی علمی تحقیق دیکھ کر رجوع کر لیا لہٰذا اسی بنا پر اعلیٰ حضرت سے خط و کتابت شروع ہو گئی۔ تین بار والد ماجد بریلی شریف اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کی خدمت اقدس میں بھی حاضر ہوئے۔ اور اعلیٰ حضرت سے سلسلہ عالیہ قادریہ کی خلافت حاصل کی۔

مولانا شفیع صاحب نے مزید بتایا کہ۔ "آپ نے اپنا عربی نعتیہ منظوم کلام لکھنے کا ارادہ کیا اور اعلیٰ حضرت کی خدمت میں پہلا شعر (مطلع) لکھنے کی استدعا کی تو اعلیٰ حضرت نے عربی زبان میں پہلا شعر مولانا صادق کی خدمت میں لکھ کر ارسال فرما دیا اور پھر آپ نے طویل قصیدہ لکھ کر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں تصحیح کیلئے ارسال کیا تو اعلیٰ حضرت نے زعفران کی سیاہی سے اس کی تصحیح کر کے واپس ارسال فرما دیا۔

مولانا محمد شفیع صاحب نے مزید بتایا کہ۔

اعلیٰ حضرت نے قصیدہ غوثیہ کی عربی شرح لکھ کر تقریظ لکھوانے کیلئے قلمی نسخہ ارسال کیا تھا اس پر مولانا صادق صاحب نے بزبان عربی تقریظ بھی لکھی تھی مگر یہ نسخہ ہمارے کتب خانے سے مفقود ہو گیا۔ آپ نے مزید بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ۔

"اگرچہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ کے متعدد مکتوب گرامی بنام مولوی احمد بخش علیہ الرحمہ موجود تھے مگر مرور زمانہ کی نذر ہو گئے اور اب صرف ۸ عدد مکتوب گرامی اور چند قلمی فتوے باقی رہ گئے نیز ایک مکتوب گرامی اعلیٰ حضرت کے صاحبزادے مولانا مصطفیٰ رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ کا مولانا احمد بخش کے نام بھی ہمارے پاس موجود ہے۔[۱۱]

آخر میں آپ نے بتایا کہ والد ماجد نے اعلیٰ حضرت کی بعض تصانیف پر تقریظ لکھی تھیں آپ نے مزید بتایا کہ والد صاحب نے رد وہابیہ کے سلسلے میں بھی متعدد رسائل تحریر کئے تھے[۱۲]

مولانا احمد بخش صادق ڈیروی کے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں سے مراسم اس وقت قائم ہوئے تھے جب امام احمد رضا نے مولانا قاضی غلام یاسین قادری علوی کو مکتوب

Marfat.com

لکھا تھا جس میں آپ نے مولانا احمد بخش صادق صاحب کا نام لئے بغیر ان کے عربی رسالہ کارد کیا تھا اور اپنا ایک رسالہ مولانا علوی صاحب کو بھیجا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا غلام یٰسین صاحب اعلیٰ حضرت کا مکتوب اور ان کا رسالہ "ازکی ہلال" لے کر ضرور مولانا احمد بخش صاحب کے پاس گئے ہوں گے مگر بقول مولانا محمد شفیع کہ اُن کے والد ماجد (مولانا احمد بخش صادق) نے اپنا عربی رسالہ رویت ہلال کے مسئلے سے متعلق اعلیٰ حضرت کو بھیجا تھا یہ بھی ممکن ہے کہ اعلیٰ حضرت نے مولانا یٰسین صاحب کے خط ہی میں اس کا ذکر کر دیا ہو لیکن دونوں صورتوں میں یہ خط اور اعلیٰ حضرت کا اپنا رسالہ مولانا صادق کے مطالعہ میں ضرور آیا ہو گا۔ کیونکہ ان کا ایک مکتوب بنام امام احمد رضا اس بات کی نشان دہی کر رہا ہے کہ وہ اعلیٰ حضرت کے رسالے سے اور اپنے رسالے کے رد کئے جانے سے خوش نہیں تھے اور غالباً ابھی تک مولانا احمد بخش صاحب امام احمد رضا کی علمی وجاہت سے بھی پوری طرح آگاہ نہیں تھے چنانچہ ناراضگی میں جو آپ نے خط لکھا ہے اس کے اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

از ڈیرہ غازی خاں

المستغنی عن التعریف و التوصیف مولانا المکرم دام مجدہ۔

اسلام علیکم ورحمتہ اللہ۔

"آج جناب کا مراسلہ مبارک بنام غلام یٰسین مع ایک رسالہ کے جس میں ایک فتویٰ متعلق عدم جواز افطار بذریعہ تار درج ہے نظر سے گزرا...... مراسلہ میں بعد اس کے کہ بد مذہب لوگوں پر تشنیع اور تغلیظ اور مسلمانوں کی موجودہ حالت پر اظہار تاسف کیا گیا لکھا ہوا پایا کہ۔ تار کی خبر پر افطار حرام محض ہے۔ افطار کے بالتحری غروب میں ہے نہ تحری ہلال میں...... جاء واحد من خارج المصر پر اس کا قیاس محض جہل ہے۔ اس رسالے کے مصنف کون بزرگ ہیں خیر کوئی بھی ہوں مگر تار پر افطار کا حکم اختراع فی الدین ہے...... ونیز یہ کہ خاکسار کو بھی جناب کا یہ فتویٰ پہلے کبھی نہں پہنچا بلکہ جناب کا نام بھی کم از کم ایک ماہ سے سنا گیا......

آخر میں اس قدر گزارش کرنے سے باز نہیں رہا جاسکتا کہ میں سنی حنفی چشتی سلیمانی ہوں اور جناب کے حنفی قادری ہونے کا تہ دل سے شکر گزار ہوں اس لئے تحریر ہر وقت یہ

Marfat.com

مد نظر رکھنا چاہئے کہ جناب اور خاکسار دونوں پابند قواعد وروایات فقیہہ کے ہیں اور ہم میں سے کوئی مجتہد نہیں......

پس اگر مناسب سمجھیں تو ہر ایک امر کے متعلق علیحدہ علیحدہ بحث کرنا پسند فرما دیں بدیں شرط کہ تاوقت کہ ایک امر طے نہ ہو دوسرے میں شروع نہ کیا جاوے......

عبد الضعیف احمد بخش عفی عنہ [۱۳]

مولانا احمد بخش صادق کے اس خط کا جو جواب امام احمد رضا نے دیا ہوگا وہ محفوظ نہ رہ سکا البتہ مولانا محمد شفیع کے انٹرویو سے ظاہر ہوتا ہے کہ جواب اتنا تسلی بخش تھا کہ آپ نے اپنے رسالے سے رجوع فرمالیا اور امام احمد رضا کا تبحر علمی پڑھ کر ان کے ایسے معتقد ہوئے کہ جلد ہی بالمشافہ ملاقات کرنے کے لئے بریلی تشریف لے گئے اور پھر مزید دو دفعہ اور گئے۔ خط وکتابت کا یہ سلسلہ اعلیٰ حضرت کی حیات تک ہی جاری نہ رہا بلکہ ان کے وصال (۱۳۴۰ھ) کے بعد بھی احمد بخش صاحب نے بریلی شریف سے امام احمد رضا کے صاحبزادگان سے تعلق قائم رکھے چنانچہ ایک مکتوب جو حضور مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا احمد خان قادری نوری بریلوی (م ۱۴۰۲ھ) کا بنام مولانا احمد بخش صادق محفوظ ہے۔

حضرت مفتی اعظم ہند کا یہ مکتوب ۱۳۵۱ھ/۱۹۳۳ء کا ہے۔ [۱۴]

امام احمد رضا کے تمام خطوط کے متن کو یہاں پیش نہیں کیا جاسکتا البتہ ایک دو مکتوب کا ذکر تفصیل سے کیا جارہا ہے ملاحظہ کیجئے مکتوب رضا جو امام احمد رضا نے ۱۳۳۴ھ میں لکھا تھا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسول الکریم

جناب مولانا المولوی احمد بخش صاحب الچشتی النظامی ادام اللہ تعالیٰ علیہ فضلہ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔

فقیر نے گزارش کی تھی کہ جب فتاویٰ (فتاویٰ رضویہ کی جلد اول) مین رسالہ "اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً علی قول الامام [۱۵]"

چھپ جائے گا تو حاضر کرے گا مگر اتفاق کہ رجب سے اور آخر شوال تک کوئی پریس مین نہ ملا چند کاپیاں باقی تھیں کہ اب چھپیں لہٰذا اسی قدر صفحہ ۳۸۰ تک ہی حاضر کرتا ہوں اس کے

Marfat.com

بعد "اجلی الاعلام" کی اور چھپن کا پیاں تیار رکھی ہیں۔ محمد اللہ تعالیٰ وقتاً فوقتاً ارسال کرے گا۔ الدولتہ المکیہ کا بقیہ ابھی کہاں طبع ہوا۔ حسب استدعا اجازت نامہ، حصن حصین شریف وکتب حدیث وسائر علوم مرسل ہے اگرچہ فقیر کہاں اس قابل ہے۔ الکنز الکرام حسان الظعون منتخب کنز العمال مستقل کہیں طبع نہ ہوا ایسی ہے جو ہامش مستند پر ہے والسلام مع الکرام العبد الفقیر احمد رضا عفی عنہ ۲ ذیقعدہ الحرام ۱۳۳۴ھ البتہ کنز العمال مستقل ۸ جلد میں حیدر آباد کے مطبع دائرۃ المعارف میں چھپ گئی ہے اگر مطلوب ہو وہاں سے طلب فرمائیں اب ۷ اروپے قیمت ہے میں نے ابتدا انہیں خریدی تھی جب کہ اس کے تین روپے تھے والسلام"

(غیر مطبوعہ مکتوب)

امام احمد رضا نے اس مکتوب کے ساتھ ہی سند خلافت واجازت روانہ کی تھی جس پر ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۴ھ تاریخ درج ہے۔

مولانا احمد بخش صادق ڈیروی نے کئی مسائل پر استفتاء کی شکل میں بھی استفسار کیا چنانچہ صرف ایک استفتاء اور اس کا جواب مختصراً یہاں منتقل کر رہا ہوں باقی فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں دیکھے جاسکتے ہیں۔ مثلاً

(۱) فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۳ صفحہ نمبر ۳۹۱

(۲) فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۹ صفحہ نمبر ۸۹-۹۲

(۳) فتاویٰ رضویہ جلد نمبر ۵ حصہ پنجم صفحہ نمبر ۳۸۶-۳۹۱

از تونسہ شریف ضلع ڈیرہ غازی خاں

مسئولہ: مولانا احمد بخش صاحب ساکن ڈیرہ غازی خاں مہتمم مدرسہ محمودیہ۔

۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۶ھ

سیدی سندی اعتضادی و علیہ اعتمادی الحبر البحر العلامتہ الفہامتہ الالمعی اللوذعی حضرت مجدد البحر العلامتہ الفہامتہ الالمعی اللوذعی حضرت مجدد المائتہ الحاضرۃ ادام اللہ برکاتہم والقابہم الی یوم الدین۔ آداب عجز و نیاز بے انداز بجالا کر عرض کرتا ہوں کہ خاکسار کو ہر لحظہ عافیت مزاج شریف وقضائے حاجات ذات مجمع الصفات اہم مادب واعظم مطلب ہے۔ ان ایام میں ایک واقعہ پیش آیا جس میں بعض ابناء الزمان مخالف ہیں اور مفصل طور پر میری اس

Marfat.com

تحریر ناقص سے جو بغرض استصواب لبلاغ خدمت اقدس ہے واضح ہوگا۔ چونکہ جناب کے بغیر خاکسار کا کوئی محل اعتماد نہیں اس لئے تکلیف دی گئی ہے کہ براہ بندہ نوازی جواب بالصواب سے جو مدلل مفصل ہو خاکسار کو معزز و ممتاز فرمائیں عین عنایت ہوگی اور اس تقریر کے آخر میں اپنی رائے صائب سے آگاہ فرما کر بد ستخط خاص مزین فرمادیں[۱۶]۔

مولانا احمد بخش ڈیروی صاحب نے مسئلہ بیان کرنے سے قبل اپنا عربی کا ایک شعر لکھا جس کے دوسرے مصرعہ میں اعلیٰ حضرت کی طرف اشارہ ہے۔

یا رب بك الاعتصام و منك التوفيق و يا شفيق يا رفيق نجني من كل ضيق

ترجمہ -اے میرے رب کریم! تو ہی میرا آسرا ہے اور تجھ ہی سے توفیق ہے۔

اے شفیق ورفیق مجھے ہر تکلیف سے نجات عطا فرما[۱۷]!

اس کے بعد مولانا احمد بخش صادق صاحب نے اپنا پورا مسئلہ اور اس کا جواب لکھ کر امام احمد رضا کو تصحیح کیلئے روانہ کیا سوال دراصل مقتدی کے سجدہ سہو سے متعلق ہے جیسا کہ مسئلہ کے شروع میں مولانا صادق صاحب تحریر کیا-

"اگر موتم سے سہو ہو تو اعادہ صلوۃ اس پر واجب نہیں کیونکہ جمع فقہائے نے متون اور شروع میں تصریح فرمائی ہے کہ موتم پر اپنے سہو سے سجدہ سہو لازم نہیں۔

امام احمد رضا نے اس کا مدلل جواب دیا یہاں ان کے چند اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

الجواب!

وباللّٰہ توفیق موئید السائل الفاضل دام بالفضائل

بالفضائل (میں اللہ تعالیٰ کی توفیق سے سائل فاضل جن کے فضائل ہمیشہ رہیں) کی تائید کرتے ہوئے کہتا ہوں۔

۱- بزاز مسند اور بیہقی سنن میں امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ليس على من خلف الامام سهو فان سها الامام فعليه و على من خلفته

ترجمہ -امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے پر سہو نہیں اگر امام بھول گیا تو اس پر اور اس کے مقتدیوں پر سجدہ سہو ہے۔[۱۸]

Marfat.com

امام احمد رضا نے مزید ۵ دلائل اور حوالہ جات سے اپنے فاضل دوست کی تائید فرمائی کہ فقہا کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقتدی کی سہو پر کوئی سجدہ سہو کا حکم نافذ نہیں۔

مولانا احمد بخش صادق ڈیروی صاحب نے اپنا ایک نعتیہ قصیدہ بزبان عربی ۱۱۴ اشعار پر مشتمل، امام احمد رضا کی خدمت میں تصحیح کے لئے پیش کیا۔ امام احمد رضا ان دنوں کافی علیل تھے اور نینی تال آرام و علاج کیلئے گئے ہوئے تھے لیکن اس کے باوجود علمی اور قلمی مشاغل میں کوئی کمی نہیں آئی اس قصیدہ کے سلسلے میں امام احمد رضا نے مولانا صادق صاحب کو ۳ خطوط لکھے تھے جب تیسرا خط روانہ کیا تو اس کے ساتھ تصحیح شدہ عربی قصیدہ کا مسودہ بھی تھا ان خطوط کے اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

۱- بملاحظہ مولانا المکرم ذی المجد الاتم والفضل الکرم۔

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ

نامی نامہ بریلی سے واپس ہو کر یہاں (بھوالی نینی تال) آیا فقیر ۱۲ ربیع الاول شریف کی مجلس مبارک پڑھ کر شام سے سخت علیل ہوا کہ ایسا مرض کبھی نہ ہوا تھا۔ میں نے وصیت نامہ لکھوا دیا بحمدہ تعالیٰ مولی عزوجل نے شفا بخشی ولہ الحمد۔ اسی دوران میں آپ کا قصیدہ حمیدہ نعتیہ آیا تھا مجھ میں دیکھنے کی طاقت کہاں تھی۔ وہ کاغذات میں مل گیا اور مہینوں گم رہا۔ مجھے زیادہ ندامت اس کی تھی کہ جناب نے تحریر فرمایا تھا کہ اس کا مثنی یہاں نہیں۔ مگر الحمد للہ مہینوں کے بعد مل گیا۔ زوال مرض کو مہینے گزرے مگر جو ضعف شدید اس سے پیدا ہوا تھا اب تک بدستور ہے۔ [۹]

۲- دوسرا خط اس وقت لکھا جب مولانا احمد بخش صاحب نے ایک استفتاء میں اپنے قصیدہ کا ذکر کیا تو امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمہ نے اس کا جواب ایک مکتوب میں دیا۔

مولانا المکرم قصیدہ مبارک انشاء اللہ تعالیٰ رجسٹری حاضر کروں گا میں نے کل سے اسے دیکھنا شروع کیا ہے۔ آج کا دن ایک بد مذہب گمراہ کے رد میں صرف ہوا اور ظاہراً کل بھی اس میں صرف ہو۔ یوں ہی انشاء اللہ تعالیٰ فرصت میں دیکھ کر جلد حاضر کروں گا۔ کل میں نے اس کا ایک ورق کامل دیکھ لیا بلکہ معناً تین صفحہ پہلا صفحہ بنا دیا تھا۔ اس میں بعض قافیے موسہ تھے اور بعض غیر موسہ۔ میں نے سب کو موسہ کر دیا پھر جو آگے دیکھا تو اکثر غیر موسہ

Marfat.com

تھے۔ تمام قصیدے میں صرف ۲۸ قافیوں میں تاسیس دخیل تھے اور ۸۶ میں نہیں تو خیال ہوا کہ موسہ ہی کی تبدیلی چاہئے تھی لہٰذا پہلے صفحہ بنے ہوئے کو دوبارہ بنانا پڑا اور سب قافیوں کو بلا تاسیس کر دیا۔ رسید مسائل سے مطلع فرمائیں والسلام فقیر احمد رضا غفرا۔ شب ۲۶ ذیقعدہ، ۱۳۳۹ھ (از بھوالی ضلع نینی تال)۔

امام احمد رضا نے جب یہ قصیدہ پورا دیکھ لیا اور تصحیح فرمادی تو اس کو رجسٹری کے ذریعہ ارسال کیا ساتھ میں ایک خط بھی تھا اس کا بھی اقتباس ملاحظہ کیجئے۔

جناب مولانا المجل المکرم دام بالمجد والکرم۔

امتثال فرمائش کو قصیدہ مبارک دیکھ کر حاضر کرتا ہوں۔ فقیر نہ عروضی ہے نہ لغوی، فنون وادب میں درسیات بھی نہ پڑھیں۔ نہ یہاں پہاڑ پر کوئی کتاب لغت وادب و عروض کی حاضر۔ اپنے ذوق پر جو خیال آیا عرض کیا۔ میرے نزدیک حتی الامکان احتیاج تاویل سے بچنا چاہئے کہ حدیث میں فرمایا۔ایاك وما یعتذر منه

زحاف نامطبوعہ سے اگرچہ مجوز بلکہ عرب میں مروج بھی، حتی الوسع احتراز اچھا معلوم ہوتا ہے فعلن ضرب میں بدلنا تو ضروری تھا ہی بوجہ کثرت عروض میں رہنے دیا ورنہ میرے مذاق پر ثقیل ہے۔ نظم عربی میں دخیل و تاسیس کی رعایت واجب ہے۔ ہوتا تو سب میں ہوتا حالانکہ ۸۶ میں نہیں صرف ۲۸ میں ہے انہیں کو بدل دیا۔

جناب مولانا اصل مسودہ بوجہ تنگی یا کثرت حواشی ترمیمات اس قابل نہ رہا تھا کہ پڑھنے میں آئے لہٰذا اسے صاف کرا کر حاضر کرتا ہوں۔ اشعار سامی سیاہی سے ہیں اور ترمیمیں سرخی سے۔ مجھے کئی روز سے بشدت بخار تھا بفضلہ تعالیٰ آج اتر گیا مگر کل سے درد پہلو ہے میں اس بیضہ کو خود نہ دیکھ سکا ممکن کہ اغلاط رہ گئی ہوں وہ نظر سامی پر محول ہیں۔(۳۰)

اس قصیدہ کے چند اشعار ملاحظہ کیجئے۔

جل العنا و قل خل سیال
ولا اخاف حیث انت الموئل
یامن علی کل علی اوعتلی
یامن من الکل ھوالا فضل

Marfat.com

یامن بدی فیما بدی نورہ
اصل اصیل والسوی سائل
یا رحمتہ للعالمین ومن
بہ امان لی اذا ازک[1]

مولانا احمد بخش صادق ڈیروی نے فارسی زبان میں بھی ایک منظوم قصیدہ ''ارضا الجواد الکریم'' کے نام سے تحریر کیا تھا جو ۱۳۴۹ھ میں شائع بھی ہوا اس کی دوبارہ اشاعت ''لااذن سمت'' ۱۳۵۴ھ کے تاریخی نام سے ہوئی تھی۔ اس فارسی قصیدہ شریف میں ۲۰۵ اشعار ہیں۔ جس زمانے میں اس کی اشاعت ہوئی تھی اس زمانے میں اہل دیوبند نے مسئلہ بشریت چھیڑا ہوا تھا اور اس علاقے میں مولوی غلام محمد گھوٹوی اور قاضی عبید اللہ پیش پیش تھے اور جگہ جگہ اس زمانے میں اہل دیوبند کے ساتھ علماء اہل سنت کے مناظرہ بھی ہو رہے تھے۔ مولانا احمد بخش صادق صاحب نے اس سلسلے میں بریلی شریف سے رابطہ بھی کیا اور خود اس منظوم قصیدہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت سے متعلق اشعار کہہ کر اپنے عقیدہ کا اظہار بھی کیا۔ اس قصیدہ میں چند اشعار ایسے بھی ہیں جو امام احمد رضا کی تعلیمات کی عکاسی کرتے ہیں۔ اب چند اشعار ملاحظہ کیجئے مولانا احمد بخش ڈیروی نے جگہ جگہ خود اشعار کی مختصر شرح بھی لکھی ہے ملاحظہ کیجئے۔

لبہ طٰہٰ وبہ یٰسٓ عجب ایں ناموری
چہ خوش ایں طیب اداؤ چہ خوش ایں مختصری

صادق عرض کرتا ہے کہ اے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت باری عزاسمہ کی جانب سے آپ کو طٰہٰ اور یٰسٓ سے نام رکھنا اور آپ کا ان سے مشہور ہونا عجیب ہے۔ کیا خوش ہے یہ ادا اور کیا خوش ہے یہ اختصار[2]

اب وہ شعار ملاحظہ کریں جس میں امام احمد رضا اور ان کی تعلیمات کا ذکر ہے۔

مفتیان حرمین اندو ''رضا'' خواستہ اند
زندگی دادہ بہ ''تیغی'' زکرم گستری

حرمین شریفین کے حضرات مفتی رضا کے طالب ہیں۔ جنہوں نے اپنی کرم گستری سے

Marfat.com

تلوار کے اثر سے زندگی بخشی ہے۔(نوٹ = لفظ رضا سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان صاحب رحمتہ اللہ علیہ اور تیغ سے کتاب "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" کی طرف اشارہ ہے[23]

نیز فرمودہ کہ لم یعرفنی من احد غیر ربی الملک المالک فاستکثر

یہ بھی آپ نے فرمایا ہے کہ مجھے اپنے پروردگار بادشاہ اور مالک کے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔ پس اس کو بہت دلائل کے برابر سمجھ لے۔

نوٹ = یہ حدیث شریف اعلیٰ حضرت مجدد مائتہ حاضرۃ نے اپنے رسالے میں ذکر فرمائی ہے۔

الفاظ یہ ہیں۔

لم یعرفنی حقیقة غیر ربی[24]

ایک اور شعر میں امکان نظیر کارد کرتے ہوئے امام احمد رضا کی کتاب "حسام الحرمین" کی طرف اشارہ کرتے ہیں ملاحظہ کیجئے۔

گہ در امکان نظیرش نظر کج کردی
شرف ختم نبوت تو گہی منکری

اور کبھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے نظیر (مثل) ممکن ہونے میں نظر کو ٹیڑھا کرتا ہے اور کبھی خاتم النبین ہونے کے عزت اور شرف کا انکار کرتا ہے۔ نوٹ = اسماعیل دہلوی نے "صراط مستقیم" میں لکھ دیا کہ آپ کے بعد نبیوں کا آنا ممکن ہے اور نانوتوی نے بھی یہی مسلک اختیار کیا جس کا ذکر اور اس پر مفتیان حرمین شریفین سے کفر کے فتوے لگنے کا بیان "حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین" میں مفصل درج ہے۔[25]

اس قصیدہ کا آخری شعر ملاحظہ کیجئے۔

باد ہر وقت سلام وصلوات وبرکات
بر توؤ ہر ہمہ ذیشان کہ تو مستبشری

ہر وقت سلام اور صلوات اور برکات آپ پر ہوں اور سب ان حضرات پر ہوں جن سے آپ راضی اور خوش ہیں[26]

Marfat.com

آخر میں مولانا احمد بخش ڈیروی کے ایک رسالہ "مناسب وقت" کا اقتباس ملاحظہ کیجئے۔ جس میں انہوں نے وہابیہ کا مسئلہ بشریت میں رد کیا ہے۔

"یہ وہابیہ لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے بالکل خالی ہیں اور ان کے قدر اور رتبہ سے بالکل ناواقف اور جاہل ہیں [۲۷]

آگے چل کر لکھتے ہیں۔

آپ تجربہ کریں جب ان میں سے خواہ کوئی بھی ہو یہ کہے کہ انکار بشریت انکار قرآن ہے تو تم اس کو یہ کہو کہ قرآن میں صرف بشر تو نہیں بلکہ "بشر مثلکم"۔ پس کفار کی مانند آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر کہنا تیرا دھرم میں فرض ہوا [۲۸]

امام بخش فریدی جامپوری [۲۸]

مولانا امام بخش فریدی قوم قریش سے تعلق رکھتے تھے اور پیدائش فاضل پور ضلع راجن پور میں ہوئی۔ تعلیم سے فراغت کے بعد جام پوری کی مسجد جھکڑاں سے متصل مدرسہ میں ۳۶ سال مسلسل تدریسی خدمت انجام دی۔ کچھ عرصہ کوٹ مٹھن ضلع رحیم یار خان کی جامع مسجد میں بھی امامت فرمائی۔ آپ کا سلسلہ بیعت حضرت خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ (م ۱۳۱۹ھ\۱۹۰۱ء) سے تھا اور خلافت آپ کو حضرت خواجہ غلام فرید کے صاحبزادے خواجہ محمد بخش المعروف خواجہ نازک (م ۱۳۲۹ھ / ۱۹۱۰ء) سے حاصل تھی۔ آپ کا وصال ۲۴ جمادی الثانی ۱۳۵۴ھ\۱۹۳۵ء کو ہوا اور جام پور کے قبرستان ہی میں آپ کی تدفین ہوئی آپ کے مزار پر ہر سال عرس کے موقع پر اجتماع ہوتا ہے اور مزار پر جو کتبہ لگا ہوا ہے اس پر فارسی میں یہ اشعار کندہ ہیں۔

ہزار حیف کہ آقائے مولانا مبرو فرید
دھر تعلیم وبزہد بس مشہور
سہ شنبہ بست وچہارم جمادی الثانی
مخلد کرد مقر خود زماشد مستور

Marfat.com

چو قاضی جست سند وصل ایں ندا آمد
خطاب کردہ بمرحوم بودہ مغفور

آپ کے دو صاحبزادے تھے اور دونوں ہی انتقال فرما چکے ایک کا اسم گرامی مولانا خادم حسین تھا اور دوسرے مولانا تصدق احمد ثاقب (م ۱۹۴۸ء)۔آپ صاحب کرامت بزرگ تھے اور علاقے میں آپ کی کئی کرامت مشہور ہیں ایک کرامت ملاحظہ کیجئے۔

''مولانا نیاز احمد فریدی جو آپ کے داماد تھے فرمایا کرتے تھے کہ میں جمعہ کا خطبہ دیتے ہوئے گھبراتا تھا مگر حضرت امام بخش مجھے انتقال کے بعد ۱۲ سال مسلسل خواب میں آکر جمعہ کے خطبہ کی تیاری کرواتے رہے۔''

حضرت امام بخش فریدی علیہ الرحمہ نے چند کتب بھی تصنیف فرمائی تھیں۔

ا۔شرح کافی (نہ کوئی آدم نہ کوئی شیطان)

یہ کتاب دراصل امام بخش صاحب نے اپنے پیرو مرشد خواجہ غلام فرید علیہ الرحمہ کی کافی ''نہ کوئی آدم نہ کوئی شیطان سب ہے کوڑ کہانی'' پر اعتراضات کے جواب میں لکھی تھی۔شرح کافی کے مقدمہ میں اس کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''امابعد کہتا ہے فقیر امام بخش فریدی جام پوری کہ جناب حضرت شیخ صاحب قطب الاقطاب خاتم ولایت محمدیہ علی صاحبہا الف تحیہ حضرت شیخ اکبر محمد بن علی محی الدین بن العربی قدس سرہ العزیز کی ایک رباعی عربی زبان میں ہے اور میرے مرشد محقق فرد الافراد فرید فی التوحید حضرت خواجہ صاحب شیخ غلام فرید سرہ العزیز کی ایک کافی ہندی زبان میں ہے دونوں گنجینہ اسرار تھیں لیکن کند فہم نار طبع متعصب دونوں شیخوں پر زبان طعن دراز کررہے تھے۔چونکہ فقیر مشائخ کرام ''موحدین وجودیہ''میں سے ہے۔دشمنوں کے طعن گوارا نہ کرسکا اور چاہا کہ اس کافی اور رباعی کے شرح کرکے زبان طعن کی دونوں شیخوں سے نیز انکے کلام الملوک ملوک الکلام سے دور کردے البتہ جو لوگ ضدی ہٹ دھرم ہیں ان سے کوئی چارہ نہیں۔[۳۰]''

مولانا امام بخش فریدی علیہ الرحمہ نے ایک رسالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

بشریت سے متعلق اس زمانے میں لکھا جب ڈیرہ غازی خان میں یہ موضوع مناظرہ کا عنوان بنا ہوا تھا اس جامع رسالہ بعنوان "فیصلہ بشریت" کا یہاں خطبہ ملاحظہ کیجئے۔

"الحمد لله هادی البشر والصلوة علی سید نا محمد رسول الجن والبشر وعلی اله و اصحابه والذين جاهدو الكفرة والقائلته للرسول البشر امابعد : فقیر امام بخش نسباً حنفی مذہباً چشتی شرباً فریدی نسبتاً جام پوری وطناً غفر اللہ لہ والوالدیہ والاساتذہ والمشائخہ اہل انصاف علماء کرام کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ اس زمانے میں عرصہ دراز سے لوگوں میں یہ جھگڑا ہو رہا ہے سید الرسل علیہ السلام کو بشر کہنا جائز ہے یا نہ۔ بدیں وجہ بعض احباب نے اس فقیر کو مجبور کیا کہ اس امر کے فیصلہ میں کوئی شافی کر دیں...... لہٰذا فقیر نے قلم اٹھایا اور جو کچھ متقدمین کے کتابوں سے معلوم ہوا لکھ کر نام اس کا "فیصلہ بشریت" رکھا۔[۳۱]

شیخ امام بخش فریدی جام پوری کا ایک رسالہ بعنوان "رسالہ جواز بوسہ طواف" بھی کافی مشہور ہے۔ امام بخش فریدی وحدۃ الوجود میں اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ غلام فرید کے مسلک پر سختی سے قائم تھے ایک موقع پر اس مسئلہ میں آپ نے امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز سے بھی رجوع کیا اور وحدۃ الوجود کے مسئلہ کے علاوہ دو اور مختلف مسئلوں کے بارے میں بھی دریافت کیا تینوں مسئلے ملاحظہ کیجئے تیسرا مسئلہ احقر کی نظر سے فتاویٰ میں نہیں گزرا اس لحاظ سے یہ قلمی فتویٰ ہے اور احقر اس کے لئے جناب خلیل احمد رانا کا مشکور ہے جن کے توسل سے یہ تینوں قلمی فتوے احقر کو دستیاب ہوئے۔

مسئلہ نمبر۔۱:

امام بخش فریدی از جام پوری ضلع ڈیرہ غازی خان ۳ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

مسئلہ: وحدۃ الوجود حق ہے یا نہ ؟

الجواب: توحید ایمان ہے لا الہ الا اللہ اور وحدت حق کل شئی ھالک الا وجھہ سواد بن قارب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کی

فاشھد ان اللہ لا شئی غیرہ وانک مامون علی کل غائب

اور اتحاد باطل اور اس کا ماننا الحاد "ان کل من فی السموت والارض الا اتی الرحمٰن

Marfat.com

عبداً" وجود واحد ہے اور موجود واحد باقی سب ظل وعکوس "ھو الاول والاخر والظاھر والباطن وھو بکل شئی علیم ○" [42]

مسئلہ نمبر۔۲:

امام بخش فریدی از جام پوری ضلع ڈیرہ غازی خان دو شنبہ ۳ محرم الحرام ۱۳۳۵ھ

مسئلہ: سماع فی نفسہ کا قطع نظر اس سے کہ سلسلہ قادریہ اور نقشبندیہ میں نہیں سننے کا کیا حکم ہے۔

الجواب: سماع کے بے مزامیر ہو اور مسمع نہ عورت ہو نہ امرد (نوجوان لڑکا) اور مسموع نہ فحش نہ باطل اور سامع نہ فاسق ہو نہ شہوت پرست تو اس کے جواز میں شبہ نہیں ۔ قادریہ' چشتیہ سب کے نزدیک جائز ہے ورنہ سب کے نزدیک ناجائز۔

والتفصیل فی رسالتنا "اجل التحبیر فی حکم السماع المزامیر" [43]

تیسرا سوال بوسہ قبر سے متعلق ہے اس کا جواب ملاحظہ کیجئے جو قلمی فتویٰ ہے۔

الجواب: بوسہ قبر علماء میں مختلف فیہ ہے اور سیدنا ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قبر اطہر حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر بوسہ مسند امام احمد میں بسند حسن ثابت ہے۔ اور شیخ محقق نے لمعات وغیرہ میں منع کو ترجیح دی ہے اور دربارہ عوام یہی مسلک اسلم ہے۔ عالمگیریہ وغیرہ میں ہمارے علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ادب یہ ہے کہ مزارات طیبہ سے کم از کم دو ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو پھر بوسہ کیونکہ ممکن ہے۔ طواف تعظیمی کہ اس نفیس قول سے ادائے تعظیم مقصود ہے' غیر کعبہ معظّمہ کے لئے حرام ہے۔ نص علیہ فی شرح اللباب وغیرہ من کتب الاصحاب' اور طواف تبرک کہ بعوض حصول برکت کو پھرنا ہو اور اسے فعل تعظیم کی نسبت سے نہ کرے' اس کے منع پر شرع دلیل نہیں۔

اشباۃ شاہ ولی اللہ میں مزارات طیبہ سے فیض حاصل کرنے کیلئے ترکیب میں لکھا ہے "ہفت مرت طواف کند" امام کمال الدین دمیری کامل سے نقل کرتے ہیں:

یعنی حجاج بن یوسف ظالم نے لوگوں کو اس وقت نہ تھے مگر صحابہ یا تابعی مزار اطہر سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے دیکھا اس پر وہ ناپاک کلمہ کہا جس پر علماء کرام

Marfat.com

نے اس کی تکفیر کی تاہم عوام کیلئے سلامتی اس سے احتراز میں ہے کہ یہاں حرام وحلال ایسے ہیں جیسے آنکھ کی سپیدی سیاہی و من اس کی تفصیل نام ہمارے فتاویٰ میں ہے واللہ تعالیٰ اعلم[۳۴]

مولانا اللہ بخش رحمۃ اللہ علیہ

مولانا اللہ بخش ابن میاں محمد یوسف ابن میاں اللہ بخش قول کھرل سے تعلق رکھتے تھے مروجہ درسی تعلیم حاصل کی پھر فارسی زبان میں دسترس حاصل کی۔آپ ملتان شریف کے بزرگ حضرت حافظ نبی بخش ملتانی م(۱۹۳۸ء) سے بیعت تھے اور خلافت بھی حاصل تھی۔ڈیرہ غازی خان میں رہتے ہوئے دربار حضرت شاہ باقر شاہ نقشبندی مجددی خلیفہ حضرت خواجہ معصوم ابن حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کی مجاوری فرماتے اور ۷۰ سال کی عمر شریف پانے کے بعد ۱۹۵۵ء میں انتقال ہوا اور احاطہ دربار حضرت باقر شاہ صاحب (م۱۱۰۰ھ) میں تدفین ہوئی۔

آپ متشدد صوفی، اور راسخ العقیدہ سنی حنفی مسلمان تھے اور مسلم لیگ سے بھی وابستگی رہی آپ کا قیام ڈیرہ غازی خان میں ڈاک خانہ سمینہ کے قریب رہا۔آپ کے ہم عصروں میں مولانا فیض احمد شاہ جمالی (م۱۳۶۴ھ)، مولانا غلام جہانیاں (م۱۹۷۷ء) اور مولانا فضل حق ڈیروی (م۱۳۸۵ھ\۱۹۶۰ء) کے نام قابل ذکر ہیں۔[۳۵]

مولانا اللہ بخش علیہ الرحمہ نے امام احمد رضا خان سنی قادری بریلوی کے وصال سے چند ماہ قبل ایک استفتاء نکاح سے متعلق بھیجا تھا ملاحظہ کیجئے:

مسئلہ۔از سمینہ ڈاک خانہ دار پختہ تحصیل ڈیرہ غازی خان مسئولہ اللہ بخش ۵ شوال ۱۳۳۹ھ

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ زید ایک عورت زینب پر عاشق ہوا باوجود اہل وعیال کے اس عشق میں مغلوب ہو کر اپنی دختر صغیرہ چار سالہ کا نکاح حق مہر زینب پر برادر زینب عمر و زوجہ دار سے کر دیا بعد اس کے زید نے زینب سے عقد کر کے سر میل کیا اور اسی وقت بیمار ہوا بعد ہفتہ کے فوت ہو گیا اب لڑکی بالغ ہو کر کہتی ہے کہ میرے باپ نے مرض عشق میں جو میرا نکاح اہل غیر پردہ دار سے کر دیا مجھے منظور نہیں آیا یہ نکاح صحیح ہے یا نہیں۔بینوا توجروا۔

Marfat.com

الجواب۔!

صغیرہ کا نکاح کہ اس کے باپ نے کیا لازم ہے' صغیرہ کو بعد بلوغ' اس کے فسخ کا کوئی حق نہیں اور عذرات کہ سوال میں لکھے مہمل و بے معنی ہیں۔ ان کی کوئی اصل نہیں در مختار میں ہے "لزم النکاح ولوبغن فاحش او من غیر کفوان کان المزوج اباا وجد االم یعرف منها سوالاختیار[36]۔ ترجمہ: (نکاح دینے والا باپ یا دادا ہو اگرچہ یہ نکاح غیر کفو یا انتہائی کم مہر پر کیا ہو تو بھی لازم ہو جائے گا بشرطیکہ باپ دادا سوء اختیار سے معروف نہ ہو۔)[37]

مولوی عبد الغفور جام پوری

مولوی عبد الغفور ابن مولوی علی محمد کے اسلاف ضلع جھنگ سے نقل مکانی کر کے لگ بھگ ۱۲۰۰ھ میں ضلع راجن پور کے قصبہ حاجی پور پہنچے اور پھر ڈیری غازی خان کے ایک قصبہ جام پور میں مستقل سکونت اختیار کی۔ ابتدائی تعلیم والد سے حاصل کی۔ اور پھر ۱۳۳۱ھ میں دار العلوم دیوبند سے فراغت حاصل کی۔ آپ ڈیرہ غازی خاں کی دو مساجد میں یکے بعد دیگرے تدریسی خدمت انجام دیتے رہے۔ آپ مولوی خلیفہ غلام محمد دین پوری (م ۱۳۰۴ھ) سے بیعت ہوئے اور خلافت سے بھی نوازے گئے آپ تحریک ریشمی رومال میں مولوی عبید اللہ سندھی کے معاون خاص تھے اور دیوبندی علماء نے ہجرت افغانستان کی طرف راجن پور کے راستے ہی سے کی تھی۔ آپ کے خاص تلامذہ میں مولوی عبد اللہ درخواستی کا نام سر فہرست ہے۔ مولوی عبد الغفور سرائیکی، اردو اور فارسی زبان میں شاعری بھی کرتے تھے اور مولوی دین پوری کے مرنے پر ایک طویل مرثیہ بھی قلمبند کیا تھا۔ آپ نے ۱۹۴۹ء میں حج کی سعادت حاصل کی۔ آپ کا انتقال ۲۸ صفر ۱۳۷۳ھ / ۷ نومبر ۱۹۵۳ء میں ہوا اور تدفین خواجہ نور محمد نارووالا (م ۱۲۰۴ھ) کے مزار کے احاطہ حاجی پور شریف میں ہوئی۔

یہ تمام کوائف محترم جناب شہزاد صاحب نے مولوی عبد الغفور کے پوتوں سے حاصل کئے جو ان دنوں ڈیرہ غازی خاں میں ہی مقیم ہیں ان کوائف سے ہٹ کر دو مشاغل کا بھی انہوں نے ذکر کیا جو یہاں بتانا ضروری سمجھتا ہوں ملاحظہ کیجئے۔

Marfat.com

۱-آپ جب ۱۹۴۹ء میں حج پر تشریف لے گئے اور جب مدینہ منورہ پہنچے تو مولوی عبدالغفور صاحب نے اپنی داڑھی سے حرم شریف میں جاروب کشی کی اور خاک حرم کو اپنے پاس جمع کر لیا اور اپنے ساتھ لے آئے اور وصیت کی کہ انتقال کے بعد اس خاک کو میرے چہرہ اور سینہ پر مل دینا چنانچہ وصیت کے مطابق ایسا ہی کیا گیا۔

۲-آپ کے مشاغل میں یہ عمل تواتر سے شامل تھا کہ اپنے گھر ہر سال دو تقریبات کا اہتمام ضروری کرتے ایک دس محرم الحرام کو اور دوسری ۱۲ ربیع الاول کو اور اس موقع پر لنگر کا اہتمام بھی ہوتا اور ساتھ ہی سلام وقیام کی محفل بھی ہوتی اور زندگی کے آخری سالوں تک یہ عمل جاری رہا لیکن پوتوں نے بتایا کہ اب ہمارے خاندان میں یہ عمل نہیں ہوتا ہے۔

مولوی عبدالغفور صاحب اگرچہ مسلک دیوبند سے تعلق رکھتے تھے مگر اس کے باوجود وقت کے امام اعظم، مفتی اسلام مرجع خلائق امام احمد رضا محدث بریلوی سے مختلف مسائل میں استفسار فرمایا۔ یہاں صرف ایک فتویٰ ملاحظہ کیجئے۔

از نوشہرہ تحصیل جام پور ضلع ڈیرہ غازی خاں مسئولہ عبدالغفور صاحب ۱۴ محرم الحرام ۱۳۳۹ھ

مسئلہ: ایک مرزائی قادیانی کا سوال ہے کہ ابن ماجہ کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وتعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا "ہر صدی کے بعد مجدد ضرور آئے گا" مرزا صاحب مجدد وقت ہے۔ عالی جاہ اس قوم نے لوگوں کو بہت خراب کیا ہے۔ ثبوت کیلئے کوئی رسالہ وغیرہ ارسال فرمائیں تاکہ گمراہی سے بچیں۔

الجواب: مجدد کا کم از کم مسلمان ہونا تو ضروری ہے اور قادیانی کافر و مرتد تھا ایسا کہ تمام علماء حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا کہ "من شک فی کفرہ عذابہ فقد کفر" جو اس کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر لیڈر بننے والوں کی ایک ناپاک پارٹی قائم ہوئی ہے جو گاندھی مشرک کو رہبر دین کا امام و پیشوا مانتے ہیں۔ نہ گاندھی امام ہو سکتا ہے نہ قادیانی مجدد۔ "السواء العقاب و قہر الدیان" وحسام الحرمین" مطبع اہلسنت بریلی سے منگائیں واللہ اعلم۔[۳۸]

اس کے علاوہ دو استفتاء اور فتاویٰ رضویہ میں ملتے ہیں۔

Marfat.com

۱۔ فتاویٰ رضویہ جلد سوم صفحہ نمبر ۵۴۷ مطبوعہ کراچی

۲۔ فتاویٰ رضویہ جلد نہم صفحہ نمبر ۱۷۰۔۱۷۱

مولانا عبداللہ چوٹی زیریں

مولانا عبداللہ ڈیرہ غازی خاں کے علاقے چوٹی زیریں سے تعلق رکھتے تھے اور مسجد کلاں سے وابستگی رہی۔ چوٹی زیریں کا علاقہ ڈیری غازی خاں کا انتہائی مغربی علاقہ ہے پھر صوبہ بلوچستان کا حصہ شروع ہو جاتا ہے۔ مولانا عبداللہ صاحب کے متعلق معلومات بالکل حاصل نہ ہو سکیں البتہ آپ کا ایک استفتاء "فتاویٰ رضویہ" میں پایا جاتا ہے جو جانور کے ذبح سے متعلق پوچھا گیا ہے۔

ملاحظہ کیجئے: استفتاء میں تخاطب کے الفاظ ظاہر کرتے ہیں کہ آپ امام احمد رضا کی شخصیت سے بھر پور واقف تھے۔

مسئلہ: از چوٹی زیریں مسجد کلاں ضلع ڈیرہ غازی خاں۔

مرسلہ مولوی عبداللہ صاحب ۱۲ رمضان ۱۳۳۵ھ۔

جناب حضرت مولانا وبالفضل اولنا جناب شمس العلماء و مفتی العصر سلامت حضور انور! مذبوحہ فوق العقدہ کا مسئلہ جو اختلاف میں ضبط ہے، آپ صاحب مہربانی فرما کر مرجح قول کو بدلائل تحریر فرما کر دستخط فرمادے دیں تکلیف سے بالکل عفو کریں۔

الجواب: اس مسئلہ میں تحقیق و قول فیصل یہ ہے کہ ذبح فوق العقدہ سے اگر چاروں یا تین رگیں کٹ گئیں ذبح ہو گیا، جانور حلال اور اگر صرف دو ہی کٹیں، حلقوم و مری دونوں نیچے رہ گئے، ذبح نہ ہوا اور جانور مردار، یہ بات دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہے خود پہچان نہ ہو تو پہچان والوں کے بیان سے ردالمحتار میں ہے۔

والتحریم للمقام ان بقال ان کان بالذبح فوق العقدہ حصل قطع ثلثہ من العروق، فالحق ماقالہ شراح الھدایتہ تبعاللر ستعفنی والا فالحق خلافہ......

واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم[۳۹]

Marfat.com

مولانا مولوی فضل حق ڈیروی

مولانا فضل حق ڈیروی ابن مولانا قاضی الشیخ محمد ابراہیم ۱۲۹۰ھ میں پیدا ہوئے ابتدائی تعلیم والد ماجد ہی سے حاصل کی والد صاحب کے انتقال کے بعد ڈیرہ غازی خاں کے اکابر علماء و فضلا سے تعلیم حاصل کی اور بہت جلد علماء میں ایک نام پیدا کیا اور ڈیرہ غازی خاں میں آپ کا ڈنکا بجنے لگا آپ نے عربی زبان میں ایک رسالہ رؤیت ہلال سے متعلق لکھا جس میں آپ نے تار اور ٹیلی فون کی خبر پر افطار یا عید کرنے کے مخالف فتویٰ دیا۔ آپ نے یہ رسالہ ۱۳۲۲ھ میں لکھا یہ رسالہ امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کی نظر سے بھی گزرا اور آپ نے اس پر پسندیدگی کا اظہار فرمایا اور غالباً تقریظ بھی لکھی۔ مولانا فضل حق کے صاحبزادے مولانا محمد صدیق السلیمانی نے اس رسالہ کو جب شائع کروایا تو اس کے آخر میں اپنے والد کے حالات بھی ذکر کئے، اس میں تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ آپ نے دو رسالے فارسی زبان میں لکھے تھے ایک علم صرف پر اور دوسرا علم الفرائض پر اس کے بعد تحریر کرتے ہیں۔[۴۰]

"بلسان العربی. ذب الذبان عن ثیاب تعظیم جیب الرحمان فی تعظیمه صلی الله تعالی علیه وسلم بعد الممات کما کان فی الحیوة و تحقیق لفظ البشر و الحاضر و الناظر وهذه الرساله "الاستشراف لا ظهار الجزاف بجواز الافطار بخبر التلغراف" المویدة بتقریظات اکابر العلماء الفضلاء خصوصاً بتقریظ الحضرتین الشیخین الجلیلین و الشریفین الحضرتین الشیخین الجلیلین و الشریفین الامامین الهمامین السراجین المنرین الجامعین بین الشریعته والحقیقته و علوم المعقول و المنقول و التصوف والطریفته الشمین لسماء التحقیق المرکزین لدائرة التدقین المرجعین للخاص و العام الملجائین لکافته الانام الحبین و النبین السیدین سید نا ال رسول الله صلی الله علیه وسلم الشیخ حضرت مخدومنا مهر علی شاه طاب الله ثراه و جعل الجنته مثواه قداتق فی اصل المسئلته وراتضاه و سیفا مستند اهل الایقان والایمان الشیخ حضرت مولانا مولوی احمد رضا بریلوی رحمته الله علیه تعالی المنان

Marfat.com

واداخله اعلی الجنان فی اکثر الوجوه قدو افقه فی رسالته "ازکی الاهلال بابطال ما احدث الناس فی امر الهلال"[۴۱]

مولانا فضل حق ڈیروی سلیمانی کے اس رسالے پر حضرت پیر مہر علی شاہ اور اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کے علاوہ جن اور علماء و فضلا نے تقریظات لکھیں ان کے اسماء گرامی یہ ہیں۔

☆ مولانا اصغر علی روحی مدرس عربی دینیات مدرسہ نعمانیہ لاہور۔

☆ مولانا محمد اشرف مدرس مدرسہ نعمانیہ لاہور۔

☆ مولانا احمد بخش صادق ڈیروی ڈیرہ غازی خاں۔

☆ مولانا احمد ڈیرہ اسمٰعیل خاں۔[۴۲]

ماخذومراجع

ا۔ احقر نے جب یہ مقالہ لکھنے کا ارادہ کیا تو علماء ڈیرہ غازی خان کے حالات وافکار کتابوں میں ڈھونڈنے سے نہیں ملے صرف مولانا احمد بخش ڈیروی خلیفہ اعلیٰ حضرت کے مختصر احوال مل سکے جب کہ بقیہ چھ علماء کا تذکرہ ہی حاصل نہ ہو سکا۔ پچھلے سال محترم جناب خلیل رانا صاحب ساکن جہانیاں منڈی (خانیوال) بانی "نعمان اکاڈی" جب کراچی تشریف لائے تو ادارہ تحقیقات امام احمد رضا کے دفتر میں پہلی مرتبہ بالمشافہ ان سے ملاقات ہوئی ان کے استفسار پر احقر نے بتایا کہ ایسے علماء ڈیرہ غازی خان کا تذکرہ درکار ہے جنہوں نے امام احمد رضا سے استفسار کیا تھا تاکہ احقر اپنا مقالہ مکمل کر سکے آپ نے وعدہ فرمایا کہ وہ ضرور اس سلسلے میں مدد کریں گے چنانچہ انہوں نے پچھلے چھ ماہ میں ڈیرہ غازی خان کے ان تمام علماء کے کوائف اور افکار سے احقر کو آگاہ کیا آپ نے سب قیمتی قلمی یادگار جو تلاش کے بعد احقر کو بھیجیں ان میں ۹ عدد مکتوبات رضا بنام مولانا احمد بخش صادق صاحب اور مولانا صادق ڈیروی صاحب کا عربی نعتیہ (غیر مطبوعہ) معہ تصحیح امام احمد رضا شامل ہے۔اس کے علاوہ بھی کئی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتب یا فوٹو اسٹیٹ مواد مختلف علماء ڈیرہ کا مجھے ارسال کیا۔اس سلسلے میں دوسری شخصیت جس نے احقر کو اس رسالے کے لئے مواد فراہم کیا ان کا تعلق ڈیرہ

Marfat.com

غازی خان شہر سے ہے۔آپ کا اسم گرامی شہزاد کریم فریدی ہے۔آپ اس سکول میں ایک سینئر سائنس کے استاد ہیں کئی دفعہ احقر سے ملنے کراچی تشریف لا چکے ہیں آپ نے بھی اپنے دوست حافظ عبدالخالق' خالد کے ساتھ مل کر علماء ڈیرہ غازی خان کے افکار حاصل کرنے کے لئے بڑی جدوجہد کی اور اکثر حال احوال ان علماء کے موجود پوتوں یا پڑپوتوں سے زبانی حاصل کئے ہیں۔

احقر ان تینوں حضرات کا انتہائی مشکور ہے اور حقیقت ہے کہ یہ مقالہ احقر صرف ترتیب دے رہا ہے ورنہ محنت ان تینوں حضرات کی ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے اور بزگوں کی نظر عنایت ان کو نصیب فرمائے آمین۔ مجید

۲- احمد بدر اخلاق "مزارات اولیائے ڈیرہ غازی خاں ڈویژن" صفحہ نمبر ۲ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء

۳- ....ایضاً.......... صفحہ نمبر ۶

۴- ....ایضاً.......... صفحہ نمبر ۲۵

۵- مولانا قاضی غلام یٰسین قادری کے تمام احوال جناب خلیل احمد رانا کے ایک مضمون بعنوان "فاضل بریلوی اور مولانا قاضی غلام یٰسین علوی قادری سے اخذ کئے ہیں جو ماہنامہ "احوال وآثار" شمارہ جنوری ۱۹۹۸ء میں صفحہ نمبر ۸ اور ۹ پر شائع ہوا ہے۔اس مضمون کے ساتھ امام احمد رضا کا ایک خط بھی شائع ہوا ہے جو مولانا قاضی غلام یٰسین صاحب کے نام لکھا ہوا تھا اس سے قبل اس خط کا عکس مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب نے اپنی تالیف "ندائے یارسول اللہ" صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری صفحات میں شائع کیا تھا یہ کتاب مرکزی مجلس رضا لاہور نے ۱۹۸۵ء میں شائع کی تھی۔

جناب شہزاد کریم صاحب نے بھی قاضی صاحب کے متعلق مزید معلومات بھیجی تھیں خاص کر قاضی صاحب کے پردادا مولانا عبدالرحمٰن صاحب کے احوال وغیرہ۔

۶- محمد صادق قصوری و پروفیسر مجید اللہ قادری "خلفائے اعلیٰ حضرت" ص ۱۲۴ ادارہ تحقیقات امام احمد رضا ۱۹۹۲ء

۷- ....ایضاً.......... صفحہ نمبر ۱۲۴.......ایضاً..........

Marfat.com

۸۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صفحہ نمبر ۱۲۵۔۔۔۔۔۔ ایضاً۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۹۔ ہاشم شیر خاں ''روزنامہ نوائے وقت ملتان'' مضمون امام احمد رضا کے خلیفہ حضرت مولانا احمد بخش صادق۔

۱۰۔ احمد بدر اخلاق ''مزارات اولیاء ڈیرہ غازی خاں ڈویژن'' صفحہ نمبر ۱۳ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۵ء

۱۱۔ جناب خلیل احمد رانا صاحب نے احقر کو ان تمام خطوط کی فوٹو کاپی کے علاوہ قلمی فتووں کی کاپیاں بھی بھیج دی ہیں۔ جناب محترم رانا صاحب نے مولانا احمد بخش صادق کا عربی نعتیہ منظوم قصیدہ کا وہ مسودہ احقر کو بھیجا ہے جو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے تصیح کرنے کے بعد مولانا کو بھیجا تھا اس کی تفصیل ملاحظہ کیجئے۔

اس عربی قصیدہ میں ۱۱۴ اشعار مصنف (مولانا صادق) کے ہیں جس کی امام احمد رضا نے تصیح فرمائی ہے۔ امام احمد رضا نے اس میں ۲۸ اشعار کا اپنی جانب سے اضافہ بھی فرمایا ہے جب کہ اس کا مطلع اعلیٰ حضرت کا لکھا ہوا ہے۔ اعلیٰ حضرت نے جگہ جگہ حواشی بھی تحریر کر دیئے ہیں۔

مکتوبات رضا کی تفصیل

مکتوبات رضا بنام مولانا احمد بخش صادق صاحب، ان میں ۳ خطوط ہیں، ۴ پوسٹ کارڈ ہیں اور ۳ عدد استفتاء اور ان کے جواب ہیں تفصیل کچھ یوں ہے۔

۱۔ ۳۰ رجب المرجب ۱۳۳۴ھ

۲۔ ۲ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

۳۔ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

۴۔ ۱۸ اکتوبر ۱۹۱۸ء پوسٹ کارڈ کی تاریخ

۵۔ ۹ نومبر ۱۹۱۸ء ۴ صفر المظفر ۱۳۳۷ھ

۶۔ ربیع الاول شریف ۱۳۳۷ھ

۷۔ ۱۳۳۷ھ

Marfat.com

۴-۷ پوسٹ کارڈ ہیں اور تمام پوسٹ کارڈ میں ٹکٹ کو الٹا رکھ کر پتہ لکھا گیا ہے
تاکہ انگریز بادشاہ کا سر نیچے رہے اور پتہ ان کارڈ پر تونسہ شریف کا ہے۔

قلمی استفتا اور ان کے جواب۔

۱-از تونسہ ۲۴ جنوری ۱۹۱۶ء

۲-از تونسہ ۲۴ ذیقعدہ ۱۳۳۶ھ

۳-از ڈیرہ غازی خاں بلاک ۸۱۲ صفر ۱۳۳۹ھ

۴-از ڈیرہ غازی خاں بلاک ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

۵-از ڈیرہ غازی خان بلاک ۱۲ ذیقعدہ ۱۳۳۹ھ

۶۔خط بنام امام احمد رضا منجانب مولانا محمد صادق ڈیروی ۲۴ جنوری ۱۹۱۶ء

یہ تمام فتوے فتاویٰ رضویہ کی مختلف جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

۱۲-یہ انٹرویو اسد نظامی صاحب نے مولانا محمد شفیع ابن مولانا احمد بخش سے لیا تھا جس کو آپ تحریری شکل میں لے آئے یہ دو صفحات کا انٹرویو اصل تحریر کے ساتھ احقر کے پاس ہے۔
جس کیلئے احقر رانا صاحب کا ممنون ہے۔

۱۳-مکتوب قلمی منجانب مولانا احمد بخش بنام امام احمد رضا۔

۱۴-جناب مولانا احمد بخش صادق نے غالباً ۱۳۵۱ھ میں مفتی اعظم ہند محمد مصطفیٰ رضا خاں بریلوی کو ایک خط لکھا جس میں اس بات کی استدعا کی گئی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر اعلیٰ حضرت کے رسائل ان کو روانہ کر دیئے جائیں کیونکہ ان دنوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت پر عبید اللہ نامی شخص گستاخیاں کر رہا تھا۔ مولانا احمد بخش کے علاوہ حافظ حبیب اللہ صاحب نے بھی ڈیرہ غازی خاں سے حضور کی بشریت سے متعلق استفتا بنا کر بھیجا تھا جس کا آپ نے مدلل جواب دیا جو فتاویٰ مصطفویہ جلد اول کے صفحہ نمبر ۷۶-۷۷ پر موجود ہے۔
مفتی اعظم نے جو جواب مولانا صادق کو دیا اس کا متن ملاحظہ کریں یہ خط پوسٹ کارڈ پر ہے اور آپ نے بھی پتہ پوسٹ کارڈ پر موجود تصویر کو الٹا کر کے لکھا ہے۔

جناب مولانا المکرم ذی الکرام دام بالاکرام وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

یہ پہلا گرامی نامہ جناب کا مجھے ملا ہے۔ حافظ حبیب اللہ صاحب تاجران کتب ڈیرہ

Marfat.com

غازی خاں کا بھیجا ہوا ایک لفافہ جس میں چند استفتا تھے یکم جنوری کو آیا تھا جس کا جواب رمضان میں جب ہی لکھ دیا تھا۔ ان میں ایک استفتاء بشریت سرکار علیہ الرحمہ المولی العزیز الغفار سے متعلق بھی تھا۔

کوئی شخص عبید اللہ ہے اس کا چھپا ہوا رسالہ آیا ہے غالباً یہ آپ کا مخالف ہے۔ بے شک حضور بشر ہیں مگر لا کالبشر بے شک حضور انسان ہیں مگر "انسان کامل" اعلیٰ حضرت قدس سرہ العزیز کا کوئی رسالہ اس بارے میں میرے خیال میں نہیں ہے آپ کو اس کیلئے بھائی صاحب (برادر مولانا مفتی حامد رضا خاں قادری بریلوی) ہی کے نام خط لکھنا چاہئے آپ کا یہ کارڈ بھی ان کے پاس بھیج دوں گا۔ حضرت قدس سرہ العزیز (اعلیٰ حضرت) کی کتب و رسائل انہیں کے قبضہ میں ہیں اگر کوئی ایسا رسالہ ہو گا تو اسے نقل کر کے بھیج سکیں گے والسلام۔

فقیر مصطفیٰ رضا عفی عنہ ۱۳۵۱ھ بریلی

۱۵- "اجلی الاعلام ان الفتویٰ مطلقاً علی قول الامام" ترجمہ! اس امر کی تحقیق کہ فتویٰ ہمیشہ قول امام (امام اعظم) پر ہے۔ یہ رسالہ فتویٰ رضویہ کی جلد اول میں صفحہ نمبر ۳۸۱ سے شروع ہوتا ہے اور صفحہ نمبر ۴۰۷ پر ختم ہوتا ہے اور اعلیٰ حضرت اپنے مکتوب میں فرمارہے ہیں کہ ابھی یہ کا پیاں نہیں چھپیں لیکن بعد میں چھپیں اور فتاویٰ جلد اول میں ان ہی صفحات پر مشتمل ہے۔ اس عربی رسالہ کا اردو ترجمہ بھی جدید فتاویٰ رضویہ کی جلد اول میں شائع ہو گیا ہے مگر اب اس رسالے کو تمام رسالوں سے قبل اول ہی میں شائع کیا گیا ہے۔ مجید۔

۱۶- امام احمد رضا خاں بریلوی "فتاویٰ رضویہ" جلد سوم صفحہ نمبر ۶۳۹

۱۷-......ایضاً...... صفحہ نمبر ۶۳۹

۱۸-......ایضاً...... صفحہ نمبر ۶۴۱-۶۴۴

۱۹-......ایضاً...... جلد نہم صفحہ نمبر ۹۲ مطبوعہ کراچی

۲۰-......ایضاً...... مکتوب رضابنام مولانا احمد بخش صادق ۱۳۳۹ھ

۲۱- مولانا احمد بخش صادق "عربی قصیدہ" غیر مطبوعہ قلمی صفحہ نمبر ۱

۲۲- مولانا احمد بخش صادق ڈیروی "ارضا الجود الکریم" صفحہ نمبر ۳ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان ۱۳۵۶ھ

Marfat.com

۲۳-......ایضاً...... صفحہ نمبر ۲۹-۳۰

۲۴-......ایضاً...... صفحہ نمبر ۴۸

۲۵-......ایضاً...... صفحہ نمبر ۶۰

۲۶-......ایضاً...... صفحہ نمبر ۷۶

۲۷-......ایضاً...... "مناسب وقت" صفحہ نمبر ۱۰ مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں۔

۲۸-......ایضاً...... صفحہ نمبر ۱۲......

۲۹-امام بخش فریدی کے تمام تر حالات جناب شہزاد کریم فریدی صاحب نے مہیا کئے ہیں۔ آپ کی تاریخ پیدائش اور اساتذہ کا معلوم نہ ہو سکا البتہ تاریخ وصال حاصل ہو گئی۔

۳۰-امام بخش فریدی "شرح کافی" "نہ کوئی آدم نہ کوئی شیطان" صفحہ نمبر ۲ اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور۔

۳۱-امام بخش فریدی "شرح کافی" "نہ کوئی آدم نہ کوئی شیطان صفحہ نمبر ۲ اسلامیہ اسٹیم پریس لاہور۔

۳۲-امام احمد رضا خاں بریلوی "فتاویٰ رضویہ" فتاویٰ رضویہ جلد ششم صفحہ نمبر ۱۲۲ مطبوعہ کراچی۔

۳۳-......ایضاً...... جلد دہم حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۳۳ مطبوعہ کراچی۔

۳۴-......ایضاً...... قلمی فتویٰ بنام امام بخش فریدی ڈیرہ غازی خاں ۱۳۳۵ھ۔

۳۵-مولانا اللہ بخش کے یہ کوائف بھی جناب شہزاد کریم فریدی صاحب نے حاصل کر کے ارسال کئے تھے۔

۳۶-امام احمد رضا خاں بریلوی "فتاویٰ رضویہ" جلد پنجم (حصہ سوم) صفحہ نمبر ۱۰۲ مطبوعہ کراچی۔

۳۷-......ایضاً...... جدید فتاویٰ رضویہ "جلد یازدہم صفحہ نمبر ۶۸۴ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور۔

۳۸-......ایضاً...... فتاویٰ رضویہ "جلد ششم صفحہ نمبر ۸۱ مطبوعہ کراچی۔

۳۹-......ایضاً...... فتاویٰ رضویہ جلد ہشتم صفحہ نمبر ۳۱۸ مطبوعہ کراچی۔

Marfat.com

بیادِ امام اہلِ سنت مجددِ وقت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز

بانی مجلس حکیم اہلِ سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

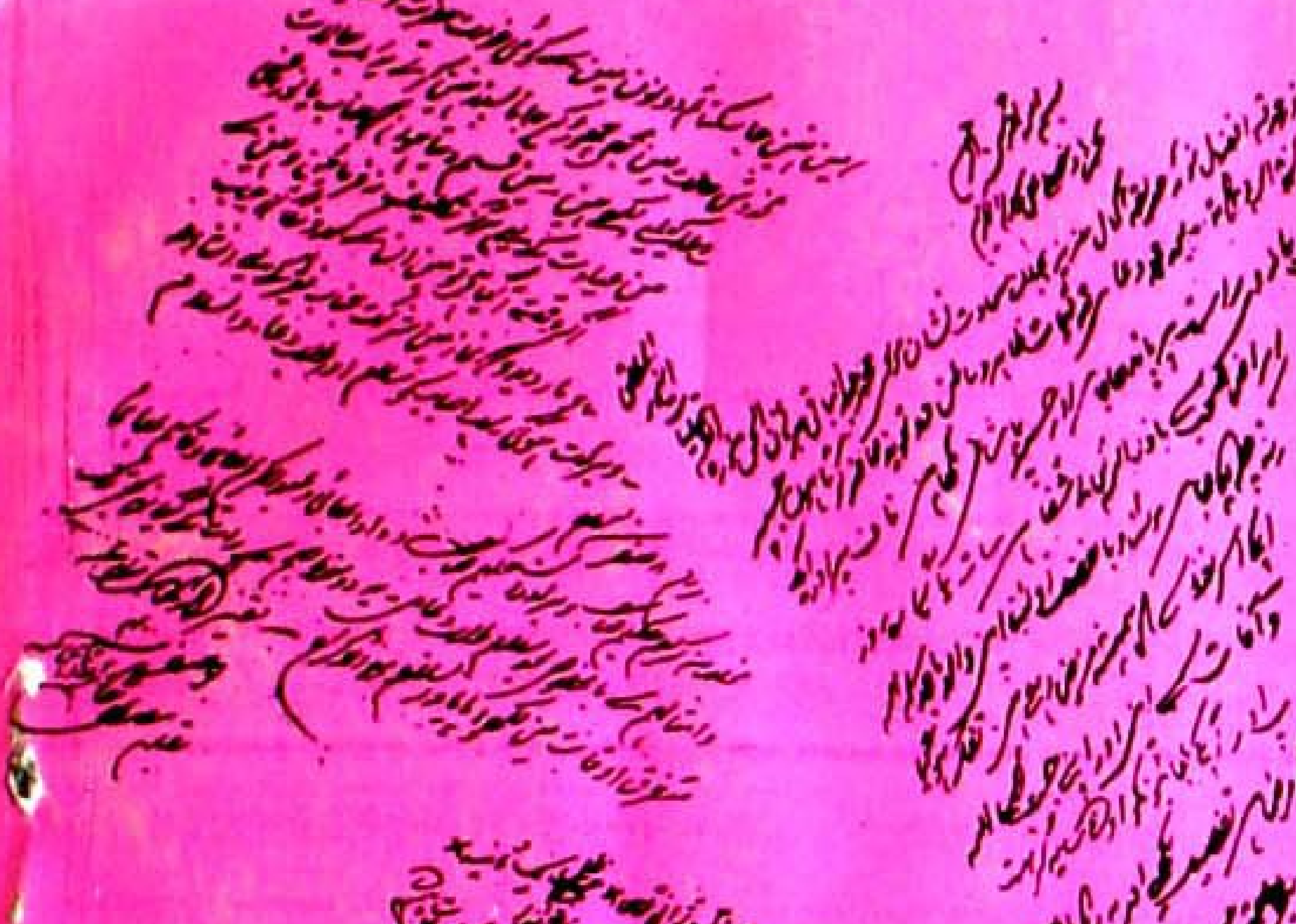

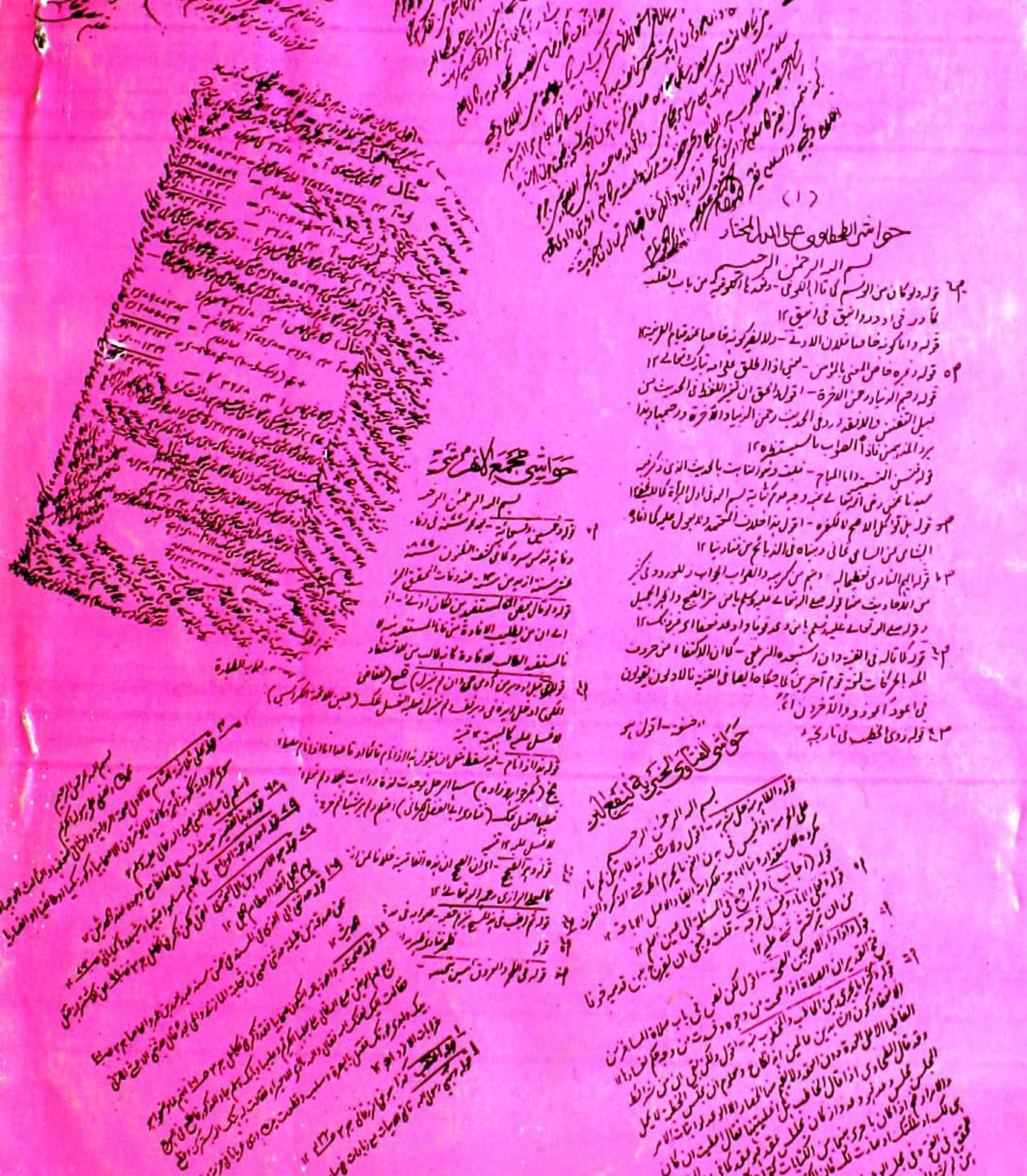

مرکزی مجلسِ رضا (رجسٹرڈ)

نعمانیہ بلڈنگ بالمقابل تھانہ ٹبی، اندرون لوہاری گیٹ، جی پی او بکس نمبر ۲۰۶

Marfat.com

بیاد امام اہل سنت مجدد وقت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان قادری بریلوی قدس سرہ العزیز
بانی مجلس حکیم اہل سنت حکیم محمد موسیٰ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

ماہنامہ جہانِ رضا لاہور

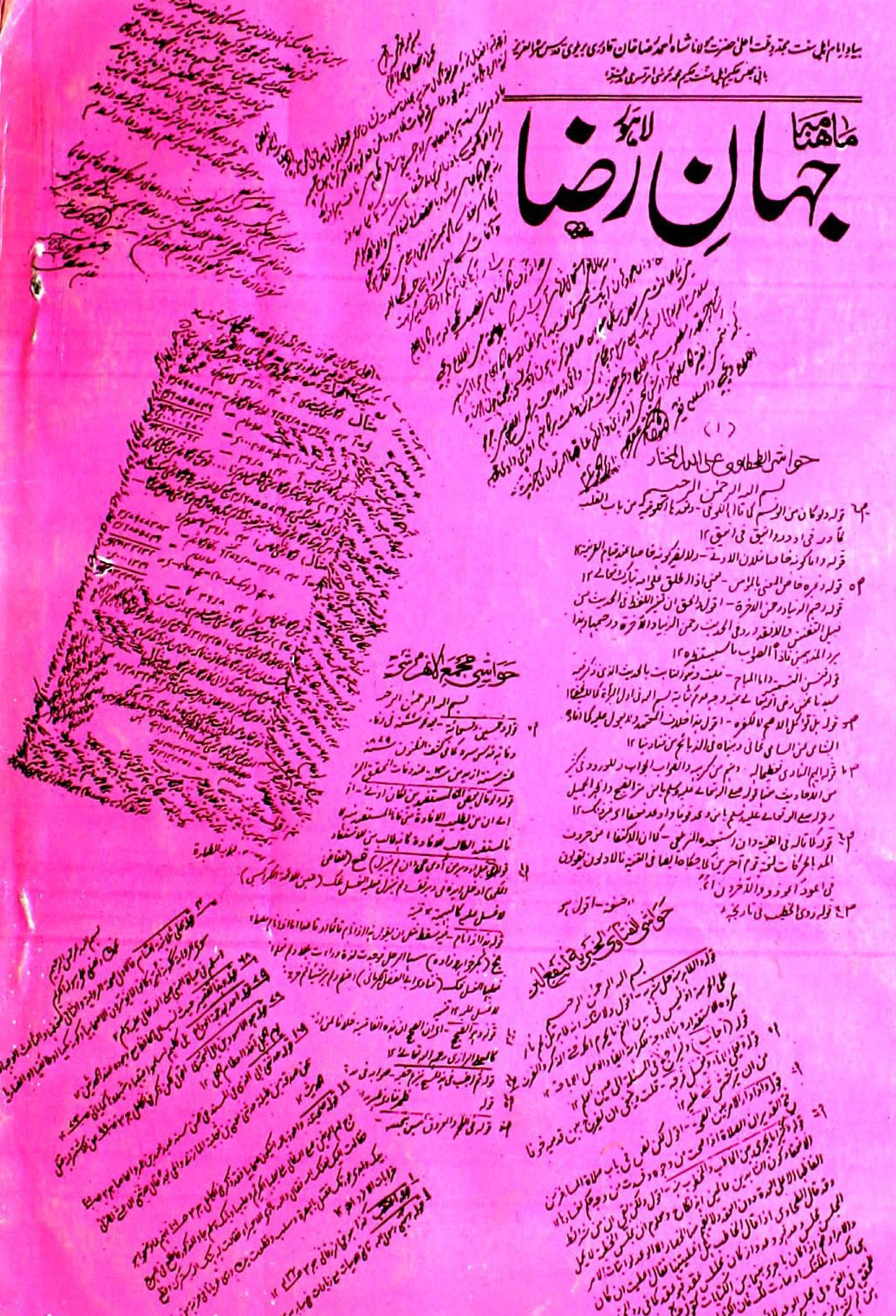

مرکزی مجلس رضا (رجسٹرڈ)
نعمانیہ بلڈنگ بالمقابل تھانہ ٹبی اندرون ٹکسالی گیٹ لاہور پوسٹ کوڈ نمبر

Marfat.com